

منہاج القرآن کے بانی جناب پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری کی عالمی مہرے ہونے اور موجودہ دور میں مرزا قادیانی کی طرح
اسلام کے نظریہ جہاد کو محکوم کرنے کی کوشش پر ایک یادگار تقریر

اسلام کے نظریہ جہاد و حریت کے خلاف دو عالمی مہرے
مرزا غلام احمد قادیانی اور طاہر القادری

یعنی

پروفیسر طاہر القادری کی حقیقت اور اسلام شکن نظریہ جہاد

تقریر

مولانا ساجد خان

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
مدرس دارالعلوم مدنیہ

شائع کردہ: جمعیت اہل السنۃ والجماعۃ

باہتمام: محمد شفیق جبرال

مصنف کی دیگر مطبوعہ تصانیف و رسائل

- (۱) مناظرہ کوہاٹ: ۲۰۱۲ میں کوہاٹ میں جشن عید میلاد النبی ﷺ پر ہونے والے مناظرے کی مکمل روئید اور
- (۲) الاربعین فی مناقب امیر المومنین: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب و فضائل پر چالیس مستند احادیث کا مجموعہ
- (۳) تحریک آزادی اور شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی
- (۴) وقار اہل السنۃ والجماعۃ (جلد اول)
دارالعلوم دیوبند کی تقاریر سے مزین اس کتاب میں علمائے اہل السنۃ والجماعۃ پر ہونے والے تمام اعتراضات کے انتہائی مفصل و مدلل جوابات دئے گئے ہیں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب جو طبع ہو کر منظر عام پر آگئی ہے۔
- (۵) الاربعین فی مناقب الخلفاء الراشدين (غیر مطبوعہ): خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مناقب پر چالیس احادیث کا مجموعہ
- (۶) آزار ابراہیم علیہ السلام کے والد تھے اور ایمان ابوبکر مصطفیٰ - آزر و ایمان و کفر والدین مصطفیٰ ﷺ پر تحقیقی مقالہ اور اشکالات کے مدلل جوابات
- (۷) مسلک اعلیٰ حضرت: احمد رضا خان کے تشیع پر ناقابل تردید دلائل
- (۸) ازالۃ الواسواس عن اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما: سات زمینوں کے متعلق حدیث پر محققانہ کلام
- (۹) مناظرہ علم غیب: سوات میں ہونے والے علم غیب کے موضوع پر مناظرہ کی روئید اور
- (۱۰) صوفی مسعود احمد صدیقی لاثانی سرکار بریلوی کی مختصر سوانح حیات
- (۱۱) کردار یزید: یزید کے فسق پر محققانہ گفتگو اور تاریخی کتب کے اصل نکوس (سکین) کے ساتھ اہلسنت کا موقف واضح کیا گیا ہے اپنے باب میں ناقابل تردید دلائل پر مشتمل
- (۱۲) اعلان النکیر علی اصحاب عید الغدير: ۱۸ ذوالحجہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے یوم شہادت پر اہل تشیع کی طرف سے منائی جانے والی عید غدیر کا پس منظر اور اس کا بدعت ہونا شیعہ مسلمات سے
- (۱۳) تحریک لبیک اور علامہ خادم حسین رضوی کی حقیقت

مزید تفصیلات کیلئے

منہاج القرآن کے بانی جناب پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری کی عالمی مہرے ہونے اور موجودہ دور میں مرزا قادیانی کی طرح اسلام کے نظریہ جہاد کو مخ کرنے کی کوشش پر ایک یادگار تقریر

اسلام کے نظریہ جہاد و حریت کے خلاف دو عالمی مہرے
مرزا غلام احمد قادیانی اور طاہر القادری یعنی

پروفیسر طاہر القادری کی حقیقت اور اسلام شکن نظریہ جہاد

حضرت مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی زید مجدہ
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی مدرس دارالعلوم مدنیہ

باہتمام جناب محترم محمد شفیق جرال بھائی (جرال گارمنٹس)

جمعية اہل السنة والجماعة پاکستان

کتاب کا نام: پروفیسر طاہر القادری کی حقیقت
مصنف کا نام: حضرت مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی حفظہ اللہ
تعداد: ۵۰۰
اشاعت: جنوری ۲۰۱۹
ناشر: جمعية اہل السنة والجماعة پاکستان
باہتمام: محترم المقام بھائی محمد شفیق جرال (جرال گارمنٹس)
ہدیہ: ۵۰

ملنے کے پتے

مکتبہ جمال قاسمی بالمقابل مدرسہ گلشن عمر شان آرکیڈ سہراب گوٹھ کراچی

03482175472

مکتبہ ختم نبوت محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور 03129880001

دارالکتب غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

ملک بھر میں مولانا کی کتب بذریعہ ڈاک منگوانے کیلئے رابطہ کریں

03482175472

عرض مرتب

بسم الله الرحمن الرحيم

حامداً ومصلياً ومسلماً

آپ کے ہاتھوں میں موجود یہ کتابچہ دراصل استاذ محترم حضرت مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی زید مجدہ کی ایک سال پہلے جامع مسجد بیت السلام کورنگی میں کی گئی تقریر ہے۔ جو آپ نے منہاج القرآن کے بانی اور اپنے حلقے میں شیخ الاسلام کے نام سے معروف ڈاکٹر پروفیسر طاہر القادری کے نظریہ جہاد کے متعلق کی تھی۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ قادری صاحب کے خلاف اب تک جو مواد آیا اس میں زیادہ تر فرقہ وارانہ عنصر غالب ہے۔ مگر اس تقریر میں استاذ محترم نے پروفیسر صاحب کے حقیقی مقاصد کو واضح کیا کہ کس طرح مذہب کی آڑ لیکر دراصل قادری صاحب امت مسلمہ کے دل سے جذبہ حریت کو نکال کر امت مسلمہ کو من حیث الامۃ فرنگی اور یورپنی پنجہ استعمار میں دیکر ہمیشہ کی غلامی کا رسوا کن طوق ان کے گلے کی زینت بنانا چاہتے ہیں۔ یہ وہی خطرناک نظریہ اور مشن تھا جو ایک صدی قبل مرزا غلام احمد قادیانی لیسکر اٹھے تھے۔ اور اسی نظریہ کا یہ بد اثر ہے کہ آج قادیانی فرقہ انگریز کاسب سے بڑا وفادار اور امت مسلمہ کا سب سے بڑا دشمن ہے۔

اس موقع پر استاذ محترم کی دوراندیشی کو داد دینا پڑتی ہے کہ وہ قادری صاحب کے اس خطرناک مشن سے ناصرف خود واقف ہوئے بلکہ امت مسلمہ کو بھی اس عظیم فتنہ سے بروقت آگاہ کیا۔ حضرت استاذ محترم کی بڑی خوبیوں میں سے ایک انوکھی خوبی یہ ہے کہ ان کی ہر بات مدلل و دلائل سے بھرپور ہوتی ہے چنانچہ اس تقریر میں بھی انہوں نے اپنے موقف کو ثابت کرنے کیلئے دلائل کے انبار لگا دئے۔ جسے ملاحظہ کرنے کے بعد حق پسند آدمی کو ان دلائل کے سامنے تسلیم خم کرنے

کے علاوہ اور کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔

موضوع کی اہمیت کے پیش نظر احباب کی فرمائش پر اسے تحریری صورت میں لایا جا رہا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

یہاں ایک وضاحت کرنا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم ملک کے آئین اور قانون کی مکمل پاسداری اور وفاداری پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم مملکت خداداد پاکستان کو ایک آئینی اور اسلامی سیٹھ تصور کرتے ہیں۔ اور اپنے اکابر کی تعلیمات کی روشنی میں اس کے خلاف مسلح جدوجہد کی بھرپور حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔ لیکن ہم قرآن و حدیث ہی کی تعلیمات کی روشنی میں اس بات کو بھی ایسا نہ و عقیدہ تصور کرتے ہیں کہ ہم کسی ایسے اتحاد اور امن کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں جس کی بنیاد استعماری طاقتوں کی کاسہ لیلی اور بوٹ پالیسی و غلام پروری پر رکھی گئی ہو۔ ہمیں ہمارے ماں باپ نے آزاد جنا ہے اور ہم آزاد ہی جینا چاہتے ہیں۔

دعا کا طالب

محمد شفیع جرال

سی۔ای۔ اور جرال گارمنٹس

29 دسمبر 2018

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على من لا نبي بعده

اما بعد! قال تبارك وتعالى في القرآن المجيد والفرقان الحميد
هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ، وَلَوْ كَرِهَ
الْمُشْرِكُونَ. (الصف ۹۱)

وقال رسول الله ﷺ الجهاد ماض الى يوم القيامة

معزز ناظرین و سامعین حضرات! کلام مجید فرقان حمید کی جو آیت مقدسہ آپ کے سامنے تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کی اس میں اللہ رب العزت نے دین اسلام کے عالمگیر غلبہ کی نوید سنائی ہے کہ اس کا رسول ﷺ کو دین حق کے ساتھ بھیجنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ یہ دین تمام ادیان باطلہ پر غالب آجائے اور پوری دنیا میں ان الحکم الا للہ کا غلبہ بلند ہو۔ اگرچہ کافر و مشرکین کو یہ عالمگیر غلبہ کتنا ہی برا کیوں نہ لگے اور انہیں اس سے کتنی ہی تکلیف کیوں نہ ہو۔ اس آیت سے اسلام دشمنوں کا بے چین و فکر مند ہونا ایک لازمی امر ہے۔ اسی لئے اسلام دشمن طاقتوں نے جن میں یہود و نصاریٰ سرفہرست ہیں شروع دن ہی سے اس دین کو مٹانے اور اس عالمگیر غلبہ کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے کی کوششیں کی اور اسی مقصد کیلئے بیرونی و اندرونی طور پر سازشوں میں روز اول سے مصروف ہیں۔ بیرونی سازشوں کی سب سے اعلیٰ نظیر تو ”صلیبی جنگوں“ کی صورت میں ہمارے سامنے نمودار ہوئیں جبکہ اندرونی سازشوں میں سب سے مکروہ سازش مسلمانوں ہی میں سے ایسے افراد اور گروہوں کو پروان چڑھانا جو صورت سے تو مسلمان تھے مگر عقاید و کردار میں ان کے ترجمان تھے۔ جنہوں نے شاہ سے زیادہ شاہ کا وفادار بن کر اپنے گمراہ کن عقائد و نظریات، کردار، مشن سے اسلام کی حقیقی تعلیمات کو مسخ کرنے کی مقدور بھرپور کوششیں کی اور تاحال اس میں مصروف ہیں۔ اس عالمگیر سازش کی سب سے پہلی صورت ”عبد اللہ بن سبا یہودی“ اور اس کے گروہ روافض کی صورت میں نمودار ہوا اور اسی کا تسلسل مختلف صورتوں، گروہوں، کرداروں،

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	اسلام ہی عالمگیر مذہب ہے	6	14	سابقہ نظریہ، جہاد ہر	
2	کینیڈا کا آئین اور پروفیسر	7		طرح قائم ہے	26
3	برطانیہ اور علمائے دیوبند	8	15	عورتوں اور بوڑھوں کو	
4	یہود و نصاریٰ کا ایجنٹ ہونا	8		قتل کرنا	27
5	سلیم صافی صاحب کیا کہہ گئے؟	9	16	فلسطین کو جنگ آزادی کی اجازت نہیں	29
6	امریکی فوجیوں کا پروفیسر صاحب کو خراج تحسین	10	17	قادری صاحب کے سابقہ دہشت گردانہ	
7	گمراہ کن نظریہ جہاد	12	18	جہادی نظریات	33
8	جہاد کا معنی	16	19	ماضی میں خود کش حملہ	
9	اقدامی جہاد کا انکار	18		جائز تھے	36
10	قادیانی بھی اسی نظریہ پر	20	20	انگریزی ایجنٹ ہونے	
11	اقدامی جہاد کے جواز پر دلائل	21		پرایک اور دلیل	37
12	قادری صاحب بھی پہلے اقدامی جہاد کے قائل تھے	24	21	لندن سے نئے اسلام کا آغاز	39
13	جہاد معطل ہے معاذ اللہ	24	22	اسلام و کفر کا امتیاز مٹانے کی سازش	43

جماعتوں، فرقوں کی صورت میں آج تک قائم ہے۔ ماضی قریب میں متحدہ ہندوستان میں ”قادیانیت“ کا فتنہ کھڑا کرنے والا ”مرزا غلام احمد قادیانی“ اس سامراجی سازش کی بدترین مثال رہی جبکہ موجودہ دور میں ”منہاجی جماعت“ کے ”پروفیسر طاہر القادری صاحب“ اور ان کی تحریک منہاج القرآن اسی شطرنج کے مہرے ہیں۔

آج کی نشست میں ہم پروفیسر طاہر القادری اور ان کی تحریک کا تنقیدی جائزہ لیں گے کہ آیا یہ لوگ واقعی اسلام کے خیر خواہ، مہمان رسول ﷺ یا اسلام کے دشمن، مہمان و ترجمان یہود و نصاریٰ ہیں؟ ہم انتہائی وثوق سے اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ طاہر القادری صاحب اور ان کی تحریک دراصل یہود و نصاریٰ اور روافض کی ایجنٹ اور ان کے ترجمان ہیں جن کا مقصد مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی غلامی پر آمادہ کرنا اور سنیت کو ختم کر کے خمینی و یہودی انقلاب کیلئے راہ ہموار کرنا ہے۔ یہ ہمارا دعویٰ اور موقف ہے اور اب ہم اس پر اپنے دلائل و معروضات آپ کے سامنے پیش کریں گے۔

(۱) پروفیسر صاحب کینیڈا کے شہری ہیں لہذا میں سب سے پہلے کینیڈا کے آئین ہی سے ابتداء کروں گا۔ کینیڈا کے آئین میں صاف اور واضح طور پر یہ لکھا ہوا ہے کہ اس ملک کی عملداری میں آنے کیلئے آپ کو ”ملکہ برطانیہ“ کی وفاداری کا حلف دینا ہوگا۔ کوئی ملکہ کا وفادار نہیں تو وہ اس ملک و آئین سے غدار تصور کیا جائے۔ ملاحظہ ہو:

(The Constitution Acts 1867 to 1982, Department of Justice Canada Pg 2)

اب میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یارو! تم جانتے تو مسلمانوں کے شیخ الاسلام اور وفاداری کی قسمیں ملکہ برطانیہ کے ہاتھ پر کھاتے ہو۔ اگر ماضی میں مرزا غلام احمد قادیانی ملکہ برطانیہ پر اپنی وفاداری ظاہر کرنے کیلئے اس کے حق میں تہمتیں لکھتا رہا تو وہ انگریز کا ایجنٹ ہو گیا تو آج اگر کوئی ملکہ برطانیہ کی وفاداری کا حلف اٹھائے تو وہ انگریز کا ایجنٹ کیوں نہ ہوگا؟ ملکہ برطانیہ تو وہ کردار ہے جس نے ہندوستان کے مسلمانوں کا خون چوسا، اس خطے کے مسلمانوں پر زمین تنگ

کر دی۔ یہاں کے مسلمانوں کا مالی، معاشی، مذہبی، معاشرتی استحصال کیا۔ جس نے مسلمانوں سے خلافت عثمانیہ کو ختم کیا۔ جس نے مسجد اقصیٰ کو تاراج کیا، جس نے ہندوستان کی سرزمین پر ایک ایک وقت میں سولہ سولہ سو علماء کو سولی سے لٹکایا، توپوں سے باندھ کر اڑایا، جس نے ٹیپو سلطان کو شہید کیا، جس نے مغلوں کو دہلی بدر کیا، جس سے آزادی کیلئے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مولانا قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے شاملی کے میدان میں جہاد کر کے شجاعت و بہادری کا علم بلند کیا، ملکہ برطانیہ تو وہ تھی کہ جس نے شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ کو پیرانہ سالی میں اوٹن کی ننگی پیٹھ پر ڈال کر مالٹا کی جیلوں میں ڈالا، جس کی جیلوں میں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کی ننگی پیٹھ پر کوڑے برسائے گئے اور جس نے عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ کو چالیس سال جلاوطنی پر مجبور کیا۔ جس نے ہندوستان کو ٹکڑے ٹکڑے کیا، جس کی مکر وہ سازشوں سے آج بھی کشمیر آگ و خون میں ہے۔ رب محمد کی قسم اگر ملکہ برطانیہ سے وفاداری کا حلف اسلام کی خدمت ہوتا تو سب سے پہلے یہ اکابر اس کی وفاداری کا حلف اٹھاتے۔ میں کیسے تجھے مان لوں کہ تو اسلام کا خیر خواہ ہے۔

(مجمع سے نعرے۔۔۔۔۔)

خدا کیلئے نعرے نہ لگائیں میں یہاں کسی کو فتح کرنے نہیں آیا ہماری قوم کا المیہ ہی یہی ہو گیا کہ وہ نعرے کو سب کچھ سمجھ بیٹھی ہے۔ بس توجہ اور دلجمعی سے میری باتیں سنیں اگر کوئی خطابت کے جوہر دیکھنے آیا ہے تو وہ ابھی اٹھ کر چلا جائے میں اس سے مخاطب نہیں وہ اپنا وقت ضائع نہ کرے۔ مجھے تو نظریاتی آدمی چاہئے میں خود نظریاتی آدمی ہوں نظریہ بنانے آیا ہوں۔ بس توجہ اور خاموشی سے میری باتیں سنیں۔

آگے چلتے اپنی اس بات پر دوسرا حوالہ میں بریلوی کتاب کا دینا چاہوں گا یہ میرے ہاتھ میں کتاب ہے بریلویوں کی ہے اس میں لکھا ہے:

(۲) جس کے پیچھے امریکی ڈالروں کی بھی خوب فراوانی ہے اور یہود و نصاریٰ کی حمایت بھی حاصل ہے جس کے فروغ کیلئے انہوں نے طاہر القادری کو اپنا ہمنوا بنا کر آگے بڑھانے کی پوری جدوجہد میں مصروف ہیں۔

(طاہر القادری کی حقیقت، ص ۷۷، باب الاسلام لاہور)

اسی کتاب میں ایک اور مقام پر ہے:

”طاہر القادری..... یہودی لابی کا ایجنٹ ہے اسی لئے آنجناب کو UNO میں اعزازی عہدہ حاصل ہے۔“

(طاہر القادری کی حقیقت، ص ۷۰، باب الاسلام لاہور)

(۳) تیسرا حوالہ میں آپ کے سامنے معروف صحافی سلیم صافی صاحب کارکھن

چاہوں گا وہ لکھتے ہیں:

”امریکا کینیڈا اور اس کے دیگر اتحادیوں نے یہ منصوبہ آج سے تقریباً 5 سال قبل تیار کیا جب انہوں نے دیکھا کہ عالم اسلام اور بالخصوص پاکستان جہادی فکری قیادت دیوبندی اور سلفی مسلک ہی کے لوگ کر رہے ہیں اور القاعدہ یا طالبان کی صورت میں ان دونوں مسلکوں کے حاملین ایک صفحے پر ابھی گئے ہیں تو انہوں نے اس کے جواب میں دو مخالف مسلکوں کو متحرک کرنے، ان کی سوچ کو فروغ دینے اور ان کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اسی منصوبے کے تحت قادری صاحب کو دوبارہ میدان میں اتارنے کا منصوبہ بنایا گیا، اسی کے تحت انہیں پورے یورپ میں گھمایا گیا۔ پوپ جیسے لوگوں سے ان کی ملاقاتیں کرائی گئیں۔ ڈنمارک جیسے ملک میں ان کے ساتھ ٹی وی مکالموں کا اہتمام کرایا گیا۔ اسی منصوبے کے تحت فتنہ خوارج جیسی کتاب لکھی گئی وہ لاکھوں کی تعداد میں دوزبانوں میں چھاپ کر مفت تقسیم کی گئی (مجھے پانچ کاپیاں دی گئی تھیں) اور اسی لئے اس کی تقریب رونمائی نیویارک میں ہوئی۔ پھر دوعسریٰ ممالک کے انٹیلی جنس نے پاکستان میں سیاسی اور مذہبی رہنماؤں سے رابطے شروع کئے۔ اور ان کو یہ بتایا جاتا رہا کہ وہ علامہ طاہر القادری کی قیادت میں ایک موثر سیاسی قوت بنانا چاہتے ہیں جو پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) جیسی جماعتوں کی جگہ لے لے۔ امریکہ، کینیڈا اور برطانیہ جیسے ممالک کی سرپرستی ہو تو پاکستان جیسے بد قسمت ملک میں اس پروجیکٹ کے لئے کارندے بہتات سے مل جاتے ہیں۔ چنانچہ قادری صاحب کینیڈا میں رہے اور یہاں ایک اخبار

کے سابق ایڈیٹر ان کی طرف سے اہم شخصیات کے ساتھ رابطے کرتے رہے۔“

(بشکریہ روزنامہ جنگ، منگل ۷ ذیقعدہ ۱۴۳۵ھ، ۲ ستمبر ۲۰۱۴)

(۴) ایک اور حوالہ ان (طاہر القادری) کے تعارفی کتابچے میں ہے کہ:

”انہوں نے شیخ الاسلام کی عالمی سطح پر فروغ امن و رواداری کیلئے کاوشوں سے متاثر ہو کر ۸ نومبر ۲۰۱۰ کو جارج ٹاؤن یونیورسٹی میں خطاب کی دعوت دی شیخ الاسلام کے لیکچر کے دوران امریکی آرمی، نیوی اور ایئر فورس کے کیڈٹس، تھنک ٹینکس اور دیگر سرکاری و غیر سرکاری معروف شخصیات بھی موجود تھیں شیخ الاسلام کی انتہائی پراثر گفتگو کے بعد جون نے کہا میں آج سمجھا ہوں کہ دنیا آپ کو شیخ الاسلام کیوں کہتی ہے۔“

(تعارف شیخ الاسلام، ص ۲۵، منہاج القرآن)

وہ امریکی فوجی اور سرکاری ادارے جنہوں نے پوری دنیا میں مسلمانوں کو آگ و خون میں نہلادیا، جنہوں نے افغانستان و عراق کی اینٹ سے اینٹ بجا دی وہ امریکی اور صلیبی فوج طاہر القادری کا ”امن پر خطاب“ سنتی ہے اور اسے ”شیخ الاسلام“ تسلیم کرتی ہے؟۔ یار و قرآن تو کہتا ہے کہ وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ اِذْ هُوَ اَمْرٌ مُّبِينٌ یہ یہود و نصاریٰ آپ سے اس وقت تک راضی نہیں ہو سکتے جب تک آپ ان کا دین نہ اپنالیں ان کے نقش قدم پر چلنے نہ لگ جائیں۔ قرآن تو کہتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ اُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضُهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ (المائدہ: ۵۱) پس آج یہود و نصاریٰ کا طاہر القادری سے راضی ہونا ہی اس کے یہودی و نصرانی اور ان کے گماشتے ہونے کی قرآنی دلیل ہے۔

وہ نبی جو رحمتہ للعالمین بن کر آیا..... ہائے جس پر دوران نماز گنہگار پھینکی گئی..... مگر وہ دعائیں دیتا رہا..... جس کی راہ میں کانٹیں بچھائے گئے..... مگر وہ دعائیں دیتا رہا..... اوجس پر کوڑا پھینکا گیا..... مگر وہ دعائیں دیتا رہا..... جس کو طائف کی گلیوں میں لہو لہان کر دیا گیا..... مگر وہ دعائیں دیتا رہا..... جس کو ساحر و مجنون کہا گیا..... مگر وہ دعائیں دیتا رہا..... جو خود کہتا ہے مجھے اتنی تکلیفیں

دی گئیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ دی گئی مگر پھر بھی وہ دعائیں دیتا رہا جس کو اس کے محبوب شہر مکہ سے نکال دیا گیا مگر وہ دعائیں دیتا رہا رب تو اس نبی کے بارے میں فرما رہا ہے کہ اس سب کے بعد بھی یہ تجھ سے راضی نہ ہوں گے ہائے اس نبی کے خاکے ان ملکوں میں بنائے جاتے ہیں کبھی سوشل میڈیا پر کبھی یوٹیوب پر اس نبی الرحمتہ کی توہین کی جاتی ہے امریکیوں اور یہودیوں نے تو اسے امن کا پیمبر نہ کہا اس کی امن کی تعلیمات تو نہ لیں اسے تو رسول ماڈل نہ بنایا اور تجھے امن کا سفیر سمجھ لیا؟ کیا دنیا میں تیرا سو کوئی عالم کوئی پیسہ کوئی مفتی نہیں جسے امریکی فوجیوں کے سامنے بٹھا کر امن کا درس دلوا یا جاتا؟ وہ ڈنمارک جہاں نبی کریم ﷺ کے خاکے بنتے ہیں، ان کی توہین ہوتی ہے اسی ڈنمارک میں اس شخص کو امن اور دہشت گردی کے خلاف فتوے کیلئے بلایا جاتا ہے ملاحظہ ہو ماہنامہ منہاج القرآن فوری ۲۰۱۳ کے ص ۸۶ پر صاف موجود ہے کہ:

”دہشت گردی (حقیقت میں جہاد) کے خلاف فتوے کی تقریب رونمائی میں یہودی عیسائی، ڈینش انٹیلی جنس، یہود و نصاریٰ کے سفارتی اہلکار، اور سیکورٹی ادارے موجود تھے۔“

اس دورے میں طاہر القادری نے واشنگٹن الفاظ میں بولا کہ:

”ڈنمارک کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ پورے یورپ میں منہاج القرآن کا بانی ملک ہے۔“

(منہاج القرآن، فروری ۲۰۱۳ ص ۸۸)

نبی کریم ﷺ کے اس گستاخ ملک کا تجھے پیدا کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ تو ان کا بچہ جمور ہے۔ اسی طرح اس رسالے کے ص ۹۲ پر واضح لکھا ہے کہ اقوام متحدہ کے بان کی مون اور برطانیہ کے وزیراعظم دہشت گردی کے خلاف ان کی خدمات کو سراہتے ہیں اور ان کا نام امن کے نوبل پرائز کیلئے بھی منتخب کیا گیا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اقوام متحدہ اور برطانیہ کے ہاں ”دہشت گردی“ کس کو کہا جاتا ہے؟

(مجمع سے آوازیں۔۔۔۔۔ جہاد کو۔۔۔۔۔)

برطانیہ نے تو خود ساری زندگی ہندوستان میں دہشت گردی کی۔ اقوام متحدہ اسرائیل اور ہندوستان جیسے دہشت گرد ملک اس کے پشت پناہ ہیں۔ اور نوبل انعام کس کو معلوم نہیں کہ یہ ایک یہودی کی یاد میں یہودی اپنے من پرند لوگوں کو دیتے ہیں۔

(۵) میرے نزدیک اس کے یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ ہونے کی سب سے بڑی دلیل ”جہاد“ کے متعلق اس کا موقف ہے۔ یہ آدمی کھلم کھلا جہاد کا منکر ہے جہاد کو دہشت گردی کہتا ہے معاذ اللہ۔ اور جہاد کے متعلق اس کا وہی نظریہ ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کا تھا۔ چنانچہ ”گلوبل پیس اینڈ یونیٹی کانفرنس“ میں یہ کہتا ہے کہ جہاد کا لفظ جب ہمارے سامنے آتا ہے تو جہاد کا تصور یہ ذہن میں آتا ہے کہ جہاد مار دھاڑ، کافروں کو قتل کرنے، ظلم، اسلام کو پھیلانے کیلئے کافروں سے لڑنے کا تصور۔ یہ سراسر غلط ہے قرآن و سنت اور شریعت میں جہاد کے معنی نفس کے خلاف نفس کے گناہوں کے خلاف کوشش کا نام ہے۔ جہاد کو مقدس جنگ سمجھا جاتا ہے حالانکہ جنگ کے کوئی معنی جہاد میں موجود نہیں۔ یہی بات اس نے امریکن پیس انسٹی ٹیوٹ میں کہی۔ آپ پہلے ان کے یہ بیانات سنیں۔

The Concept of Jihad When this word is attred or it is heard an image of killing, Fighting, combatng, automatically because of thier wrong activities and wrong interpitations this image emerged in the minds. My first point which i am going to leborate is there the word jihad and the term jihad does not include any kind of meaning of killing or torturing or fighting or combating this word is free from these meanings its mean just an extreme exurtion effort struggle for any good cause.

i Want to explain today in this global peace and unity confrence what jihad is and what is not. Today the percption ofj jihad is totally wrong its can be by the mistakes of our own peoples and it can be by the mistakes of other peoples.but with in the muslim world and outside the muslim world particulary in the western world the perception of jihad when ever the word jihad is heard it is taken as act of killing act of fighting against non muslims act of bruitelity and it consured the muslim fight and against the infidules in order to spred islam it is takes as act or cortion but the fact wich i want to comunicate the mankind through this honorable audions is that is is totaly wrong concept mis conception .reality is totly difrent.let me make clear acording to Quran and Sunnah of Holy Prophet peace be upon him the wurd jihad is literal meaning and its technincal meanings its automological roots it is form jahad or juhad both are its automological roots literal roots of the word this word jihad are necesseraly does not contaoin any meaning of killing or any kind of fighting or any kind of warfare.this has been wrongly understood and wrongly represented. the correct concept of jihad we have to diffrentaite between the conception and reality.the

concept of jihad bassed on its orignal word littoral automological and sharee maening it exerting exertoin struggling striving standning putting your extreme effort acording to your extrem ability for what count to counter the evil to achive the good for the sake of ALLAH and for the prier of almighty ALLAH.

یعنی جو جہاد کا تصور ہے کہ جب ہم یہ لفظ بولتے ہیں یا یہ لفظ سنا جاتا ہے تو ہمارے ذہنوں میں مار دھاڑ کا تصور آتا ہے میدان جنگ میں لڑنے کا تصور آتا ہے قدرتی طور پر کیونکہ یہ جو غلط اقدامات کئے گئے ہیں (اس لفظ کی آڑ میں) یا غلط تشریحات کی گئی ہیں اس وجہ سے اس لفظ کا یہ تصور ہمارے ذہنوں میں آتا ہے اور جو میرا پہلا نقطہ ہے جس کو میں بیان کرنا چاہتا ہوں تفصیل کے ساتھ کہ جو جہاد کا لفظ ہے اور جو جہاد کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے اس میں بالکل بھی یہ مفہوم شامل نہیں یعنی مارنا مرنا یا کسی پر تشدد کرنا کسی کو تکلیف دینا یا کسی کے خلاف لڑنا یا میدان جنگ میں اترنا یہ لفظ ان ساری چیزوں سے بالکل آزاد ہے۔ ان میں سے کوئی معنی اس لفظ کے ساتھ جڑے ہوئے نہیں ہیں۔ بلکہ اس لفظ کے معنی ایسی زبردست قسم کے جدوجہد ہے جو کسی بھی اچھے مقصد کیلئے کی جاتے۔ میں آج اس چیز کو اس گلوبل پیس اور یونٹی کانفرنس میں وضاحت کے ساتھ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ جہاد ہے کیا چیز؟ اور کیا چیز جہاد نہیں ہے؟ آج جو جہاد کا مطلب لیا جاتا ہے وہ بالکل غلط ہے اس کی وجہ ہمارے اپنے لوگ بھی ہو سکتے ہیں اور دوسرے بھی۔ لیکن مسلمان دنیا اور مسلمان دنیا سے باہر خصوصاً مغربی دنیا میں جو جہاد کے بارے میں تصور ہے کہ جب بھی جہاد کا لفظ بولا جاتا ہے یا سنا جاتا ہے تو اس کو مار دھاڑ سے متھی کر دیا گیا ہے یا غیر مسلم کے خلاف بہت ہی وحشیانہ طریقے سے لڑنے کو جہاد سمجھا جاتا ہے یا یہ تصور کرنا کہ مسلمان جو ہے وہ اٹھ کے لامذہبوں کے خلاف لڑتے ہیں تاکہ وہ اپنے دین کو پھیلا سکیں اسلام کو پھیلا سکیں میں اس کانفرنس کے ذریعہ لوگوں تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ یہ بالکل غلط تصور ہے۔ حقیقت بالکل اس کے برعکس ہے اور میں اس بات کو واضح کرنا چاہتا ہوں قرآن و سنت اور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کے مطابق کہ اس

کے جو لغوی و اصطلاحی معنی ہیں تو وہ لفظ جہد یا جہد سے ہے تو ان الفاظ کے معنی کے ساتھ کسی بھی قسم کی ماردھاڑ، لڑائی جنگ کو نہیں جوڑا جاسکتا۔ نہ اس کے حقیقی معنی میں یہ چیزیں آتی ہیں یہ غلط فہمی کی بنا پر ایسا سمجھا گیا ہے اور غلط طور پر اس کو پیش کیا جاتا ہے۔ ہمیں اس سلسلے میں فرق کرنا چاہئے کہ اس لفظ کے حقیقی معنی اور لوگوں نے جو تصور کیا ہوا ہے اس میں کیا فرق ہے؟ تو ہمیں جہاد کے لفظ کو جو اس کے شرعی معنی ہے اس تناظر میں دیکھنا چاہئے نہ کہ لوگوں نے جو اس کا غلط معنی و مفہوم بنا دیا ہے۔ تو اس کے حقیقی معنی یہی ہے کہ آپ اپنی طاقت کے مطابق زیادہ سے زیادہ جو کوشش کرتے ہیں اللہ کی خوشنودی کیلئے باطل کے خلاف لیکن اس میں ایسا کوئی تصور نہیں کہ ہم جنگ کے لفظ کو اس جہاد کے ساتھ جوڑ سکیں۔

موصوف اسی بیان میں فرماتے ہیں

there is no concept of warfare in the word of jihad

یعنی جہاد کے لفظ میں جنگ کا کوئی نظریہ نہیں۔

اس کا نفی اس کی روئیداد کا مختصر خلاصہ خود منہاجیوں نے بھی ان الفاظ کے ساتھ شائع کیا:

”اسلامی جہاد قطعی طور پر لڑائی جھگڑے، قتل و غارت اور خون ریزی کا نظریہ پیش نہیں کرتا قرآن حکیم میں جہاد کے موضوع پر 35 آیات ہیں جن میں 31 آیات کے معنی و مفہوم میں تاریخی اور اصطلاحی اعتبار سے جہاد کا معنی قتال و غارت لڑائی جھگڑے اور جنگ و جدال نہیں۔ بعض ناواقف اندیش لوگ ان آیات کی غلط تشریح و توضیح کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں جہاد و قتال دو الگ الگ لفظ ہیں۔“

(ماہنامہ منہاج القرآن ص 39 فروری 2012)

پروفیسر صاحب کی یہ تشریح سراسر گمراہی اور یہود و نصاریٰ کی خوشنودی کیلئے ہے۔ پروفیسر صاحب کا یہ دجل ہے کہ وہ جہاد کے ساتھ ”بربریت“ اور ”ہیما نہ خون ریزی“ کے الفاظ لگا کر عوام کو اس سے برگشتہ کر رہے ہیں۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ جہاد کا مطلب معاذ اللہ ناحق کسی کا خون یا ظلم، سربریت اور بلا و جہ خون ریزی نہیں مگر اسلام میں جہاد کا نظریہ اور جہاد کے معنی میں دین حق کی

نصرت کیلئے یقینی طور پر جنگ و قتال کرنا شامل ہے۔ یہ کہنا کہ ”جہاد“ کے لفظ میں ”جنگ و قتال“ کا سرے سے کوئی معنی و مفہوم ہی نہیں سراسر جہاد کا انکار کرنا ہے۔

آئے ہم آپ کے سامنے رکھتے ہیں کہ جہاد کسے کہتے ہیں؟ چاروں فقہ اس بات پر متفق ہیں کہ:

الجهاد دعوة الكفار الى دين الحق وقتالهم ان لم يقبلوا

جہاد کے معنی کافروں کو دین حق کی طرف دعوت دینا اور ان سے قتال (جنگ) کرنا اگر وہ دین حق کو قبول نہ کریں۔ (فتح القدیر)

قتال المسلم كافر اغیر ذی عہد لاعلاء کلمة

جہاد کے معنی ہے مسلمان کا غیر ذی عہد کافر سے اللہ تعالیٰ کے دین کی سر بلند کیلئے قتال کرنا (حاشیہ العدوی الشرح الصغیر)

وَعَلَبَ فِي عُرْفِ الْفَقْهَاءِ عَلَى جِهَادِ الْكُفَّارِ وَهُوَ دَعَاؤُهُمْ إِلَى الدِّينِ الْحَقِّ وَ قِتَالُهُمْ إِنْ لَّمْ يَقْبَلُوا

فقہاء کی اصطلاح میں اس کا غالب معنی کفار سے جہاد کرنا ہے بایں معنی کہ انہیں دین حق کی دعوت دیجائے اور اگر قبول نہ کریں تو جنگ کی جائے۔ (دررالحکام ج 1 ص 280)

وشرعاً بذل الجهد في قتال الكفار (فتح الباری)

جہاد کی شرعی تعریف یہ ہے کہ اپنی پوری کوشش صرف کرنا کافروں سے لڑائی میں۔

الجهاد قتال الكفار (مطالب لا ولی النہی)

جہاد کافروں سے لڑنے کو کہتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ جہاد اور قتال دونوں ہم معنی ہیں۔ لہذا ان دونوں میں فرق کرنا عوام کو مغالطہ میں ڈالنا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں بھی جہاد و قتال جنگ و جدال کے معنی میں استعمال ہوا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل آیات کو ملاحظہ فرمائیں:

غزوہ تبوک کے بارے میں آیت نازل ہوئی جب منافقین جنگ کیلئے نہ نکلے تو اللہ نے فرمایا:

وَكِرْهُوَ أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (سورہ توبہ آیت نمبر ۸۱)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (سورہ تحریم ۹)

مفسرین اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ تلوار کے ساتھ جہاد کرو۔

* جاهد الکفار بالسيف والقتال (تفسیر بغوی ج 4 ص 74)

* بالسيف (بیضاوی)

* یعنی بالسيف والحرابة والقتال (غازن ج 2 ص 384)

* دلت الدلائل المنفصلة على ان المجاهدة مع الكفار يجب ان تكون مع السيف (تفسیر رازی، ج 16 ص 103)

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں:

* فأمره الله ان يجاهد الكفار بالسيف وروى عن الحسن والضحاك وقتادة ومقاتيل بن حبان والربع بن انس مثله (تفسیر ابی حاتم ص 1841)

یہ سارے مفسرین قرآن کی آیت میں ”جاہد الکفار“ سے مراد کافروں سے جنگ اور قتال کرنا مراد لے رہے ہیں۔ تو طاہر القادری صاحب نے یہ اصول کہاں سے نکال لیا کہ جہاد کے لفظ میں سرے سے جنگ و قتال کا کوئی معنی و مفہوم ہی نہیں؟۔

اسی طرح سورہ بقرہ آیت ۲۱۸، سورہ انفال آیت ۷۲، ۷۵، میں بھی جہاد کا لفظ قتال کیلئے استعمال ہوا ہے۔ علامہ جصاص رحمہ اللہ نے احکام القرآن میں آیات قتال پر ”باب فرض الجہاد“ کا عنوان قائم کیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ قتال و جہاد ہم معنی ہیں۔

ابن قتیبہ رحمہ اللہ نے ”غریب القرآن“ ص 75 پر کتب علیکم القتال کا ترجمہ فرض علیکم الجہاد کیا ہے۔ اسی طرح حدیث میں بھی قتال اور جہاد ایک معنی میں استعمال ہوا ہے۔ میں یہاں صرف ایک روایت پیش کرنا چاہوں گا نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔ مسلم شریف میں ”باب فضل الجہاد“ کے تحت روایت ہے:

تَضَمَّنَ اللَّهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ، لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادًا فِي سَبِيلِي، وَإِيْمَانًا لِي، وَتَضَمَّنًا بِرُسُلِي، فَهُوَ عَلَى ضَمَانٍ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ أَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ، نَائِلًا مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، مَا مِنْ كَلِمَةٍ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهِ حِينَ كَلِمَةٍ، لَوْ نُهِ

لَوْ نُهِ دَمٍ، وَرِيحُهُ مَسْكٌ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوْ لَا أَنْ يُشَقَّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ مَا قَعَدْتُ خِلافَ سِرِّيَّةٍ تَعَزُّوْا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَبَدًا، وَلَكِنْ لَا أَجْدُسَ عَةً فَأَحْمِلُهُمْ، وَلَا يَجِدُونَ سَعَةً، وَيُشَقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوِ دِدْتُ أَنْيَ أَغْزُو فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَقْتُلُ، ثُمَّ أَغْزُو فَأَقْتُلُ، ثُمَّ أَغْزُو فَأَقْتُلُ۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۳۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے خود (ایسے شخص کی) ضمانت دی ہے کہ جو شخص اس کے راستے میں نکلا، میرے راستے میں جہاد، میرے ساتھ ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق کے سوا اور کسی چیز نے اسے گھر سے نہیں نکالا، اس کی مجھ پر ضمانت ہے کہ میں اسے جنت میں داخل کروں گا، یا پھر اسے اس کی اسی قیام گاہ میں واپس لے آؤں گا جس سے وہ (میری خاطر) نکلا تھا، جو اجر اور غنیمت اس نے حاصل کی وہ بھی اسے حاصل ہوگی۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! جو زخم بھی اللہ کی راہ میں لگایا جاتا ہے (تو زخم کھانے والا) قیامت کے دن اسی حالت میں آئے گا جس حالت میں اس کو زخم لگا تھا، اس (زخم) کا رنگ خون کا ہو گا اور خوشبو کستوری کی، اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! اگر مسلمانوں پر دشوار نہ ہوتا تو میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کسی بھی لشکر سے مختلف رویہ اپناتے ہوئے (گھر میں) نہ بیٹھتا، لیکن میرے پاس اتنی وسعت نہیں ہوتی کہ میں سب مسلمانوں کو سواریاں مہیا کر سکوں اور نہ ہی ان (سب) کے پاس اتنی وسعت ہوتی ہے اور یہ بات ان کو بہت شاق گزرتی ہے کہ وہ مجھ سے پیچھے رہ جائیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! مجھے یہ پسند ہے کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں، پھر جہاد کروں، پھر قتل کر دیا جاؤں اور پھر جہاد کروں، پھر قتل کر دیا جاؤں۔

پروفیسر صاحب اقدامی جہاد کا منکر

اسی طرح یہ شخص اقدامی جہاد کا بھی منکر ہے چنانچہ کہتا ہے:

fifth dimintion is defencive dimantion only that is that

defensive dimantion where if you are attack and ofcourse no need to explain then there is tha war of selfdefence,a defensive war

یعنی ایک چیز دفاعی ہوتی ہے کہ جب آپ پر حملہ کر دیا جائے تو پھر تو اس کو واضح کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں کہ اس صورت میں لڑنا جائز ہے کیونکہ یہ تو ایک دفاعی صورت ہے اور ایک دفاعی جنگ ہے۔

اس آدمی کے نزدیک کفار و مسلمانوں کا تصور جہاد ایک جیسا ہے اور وہ ہے صرف اور صرف ”دفاعی لڑائی“ ہے۔ چنانچہ کہتا ہے:

As for as my study throughtout my life are concernd i have not seen a miner diffrence between the defeniton of law ful war jihad and qital just war which is known as Qital according to islam and tha defination and conditions given by the UN Charter it is exactly the same concept same defination with same conditions no diffrence the only diffrence is the term the word

یعنی جہاں تک میں نے مطالعہ کیا ہے اپنی پوری زندگی میں تو میں نے معمولی سا بھی فرق نہیں دیکھا اس تعریف میں جو کہ قانونی جہاد ہے اور قتال جس کو قرآن کی روشنی میں قتال کہا جاتا ہے یعنی اس تعریف میں جو اقوام متحدہ کرتی ہے اور قتال کی جو تعریف قرآن کرتا ہے تو ان میں تو ذرہ بھی فرق نہیں۔ یہ بالکل ایک جیسے ہیں۔ ایک جیسی شرائط ہیں ان میں کوئی فرق نہیں اگر فرق ہے تو صرف الفاظ کا فرق ہے۔

اس تقریر کا خلاصہ منہاجیوں نے (ماہنامہ منہاج القرآن، 39 فروری 2012) پر یوں دیا:

”قرآن میں جہاد کے مفہوم میں دفاعی جنگ کا تصور موجود ہے جہاد، جارحیت

پسندی اور جنگ کرنے کا نام نہیں بلکہ قرآنی مفہوم کے مطابق یہ اپنی حفاظت کا نام ہے حضور ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں 13 سالوں تک مختلف قوتوں کا مقابلہ کیا ان سب لڑائیوں میں آپ ﷺ نے سیلف ڈیفنس کیا مسلمانوں نے ایسی کوئی جنگ نہیں لڑی جس میں انہوں نے دشمن پر خود حملہ کیا ہو۔

ماضی میں یہ عقیدہ مرزا غلام احمد قادیانی نے پیش کیا چنانچہ وہ لکھتا ہے:

”ہمارے نبی ﷺ نے ہرگز کسی پر تلوار نہیں اٹھائی بحجۃ ان لوگوں کے جنہوں نے پہلے تلوار اٹھائی“۔ (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، ص 7)

مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر الدین لکھتا ہے:

”غرض جہاد جس کی اسلام نے اجازت دی ہے یہ ہے کہ اس قوم کے خلاف جنگ کی جائے جو اسلام سے جبراً لوگوں کو پھیرے یا اس میں داخل ہونے سے جبراً باز رکھے اور اس میں داخل ہونے والوں کو صرف اسلام قبول کرنے کے جرم میں قتل کرے، اس قوم کے سوا دوسری قوم سے جہاد نہیں ہو سکتا، اگر جنگ ہوگی تو صرف سیاسی اور ملکی جنگ ہوگی جو دو مسلمان قوموں میں بھی آپس میں ہو سکتی ہے۔“

(دعوة الامیر، ص ۴۵، السکرۃ الاسلامیہ، ربوہ)

اقدامی جہاد کا یہ انکار بھی صرف اور صرف یہود و نصاریٰ کو خوش کرنے کی کوشش ہے۔ پروفیسر صاحب اور ان کے قبیل کے جو لوگ وہ آیات پیش کرتے ہیں کہ جن میں ہے کہ تم صرف ان سے لڑو جو تم سے لڑے اور اس سے یہ مفہوم نکالتے ہیں کہ صرف دفاعی جہاد ہے اقدامی جہاد نہیں تو یہ بھی ان کا دجل ہے۔ دراصل قرآن کے احکامات میں نسخ ہوتا رہا یعنی کوئی حکم ایک وقت کیلئے تھا پھر کسی مصلحت کی وجہ سے اسے اٹھا لیا گیا یا تبدیل کر دیا گیا۔ اس کی علماء نے چار قسمیں لکھی ہیں ایک قسم ”منسوخ الحکم دون التلاوة“ یعنی آیات تو موجود ہوں مگر ان کا حکم منسوخ ہو گیا ہے اب جو آیات پروفیسر صاحب پیش کرتے ہیں کہ تم صرف ان سے لڑو یا صرف فتنہ فساد کرنے والوں سے لڑو تو ان کی تلاوت تو باقی ہے حکم منسوخ ہے یعنی اب لڑنا صرف دفاعی جہاد تک محدود نہیں رہتا بلکہ اقدامی جہاد بھی کرنا ہے چنانچہ ملا جیون حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”اب میں وہ آیات آپ کو بتلاتا ہوں جو منسوخ الحکم دون التلاوة ہے اور مجھے کتب کی چھان بین سے دستیاب ہوئیں وہ تمام آیات جن میں مقتلین سے عفو و درگزر کا حکم ہے جیسے وما علیک الا البلغ اور لکم دینکم ولی دین یا جن میں جنگ میں پہل کرنے سے روکا گیا ہے ولا تعتدوا ان الله لا یحب المعتدین (بقرہ آیت ۱۹۰) ایسی تمام آیات ان آیات سے منسوخ ہیں جن میں ہمیں جنگ کا حکم دیا گیا ہے وقاتلو المشرکین کافہ کما یقاتلونکم کافہ (توبہ آیت ۳۶) فاذا انسلخ الاشهر الحرم یقاتلو المشرکین حیث وجدتموہم (توبہ آیت ۵)۔“ (نور الانوار)

اقدامی جہاد سے انکار عقل کے بھی خلاف ہے اس لئے کہ عقل یہ تقاضا کرتی ہے کہ کسی مشکل کا مصیبت آنے سے پہلے ہی تدارک کر دیا جائے۔ شیر، سانپ، بچھو کو حملہ کرنے سے پہلے مار دیا جاتا ہے۔ تو کفر کی شان و شوکت بڑھنے سے پہلے کہ وہ آپ پر حملہ کر دے آپ کو حکم ہے کہ اس کا سر کچل دو۔ چنانہ قرآن کریم:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ
(سورہ انفال آیت ۳۹) میں اسی طرف اشارہ ہے۔

اسی طرح علامہ شامی رحمہ اللہ تئیر الابصار اور درمختار کی اس عبارت:

(ابْتَدَأَ) وَإِنْ لَمْ يَبْدَوْنَا وَا مَا قَوْلُهُ تَعَالَى فَان قَاتِلُوهُمْ فَا قَاتِلُوهُمْ وَتَحْرِيمُهُ فِي الْأَشْهُرِ الْحَرَمِ فَمَنْ سَوَّخَ بِالْعُمُومَاتِ فَاقَاتِلُوا الْمَشْرُكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمْ يَعْنِي جِهَادُ فَرْضٍ هُوَ پَهْلے پهلے اگر چه كفارة نه هم سے لڑائی کی ابتداء نہ کی ہو اور وہ جو آیت قرآنی ہے کہ اگر کافر تم سے لڑیں تو تم بھی ان سے لڑو اور تحریم جہاد کی بزرگ مہینوں میں سو وہ منسوخ ہے عموم آیات سے (جیسا کہ) لڑو مشرکین سے جس وقت جہاں پاؤ۔

کے ذیل میں اس مسئلہ کو بیان کیا کہ اس قسم کی آیات اب منسوخ ہیں فرماتے ہیں:

اما قوله تعالى الخ جواب عما يرد على قوله ابتداء وعلى عدم تقييده بغير الاشهر الحرم ثم اعلم ان الامر بالقتال نزل مرتباً ما موراً اولاً بالتبليغ

والاعراض فأصدع بما تو مرو وأعرض عن المشرکین ثم بالمجادلة بالأحسن ادع الى سبيل ربك ثم أذن لهم بالقتال اذن للذين یقاتلون ثم امرو بالقتال ان قاتلوهم فان قاتلوکم فاقتلوهم ثم امروا به بشرط انسلخ الاشهر الحرم فاذا انسلخ الاشهر الحرم فاقتلوا المشرکین ثم امروا به مطلقاً وقاتلوا في سبيل الله واستقر الامر على هذا سرخسى. ملخصاً یعنی فی جمیع الازمان ولا ما کن

(شامی کتاب الجہاد ج 4 ص 123)

علامہ شامی رحمہ اللہ کی اس عبارت کا مفہوم و مطلب یہ ہے کہ قتال کا حکم ترتیب وار نازل ہوا سب سے پہلے کفار کو تبلیغ کا حکم اور ان کی زیادتی پر اعراض کرنے کی تلقین کی گئی مثلاً فأصدع بما تو مرو وأعرض عن المشرکین۔ کین پھر اچھے طریقے سے ان سے بحث و مباحثہ کا حکم نازل ہوا جیسے ادع الى سبيل ربك پھر قتال کی اجازت دی گئی پھر ان لوگوں سے جنگ کا حکم نازل ہوا جو تم سے جنگ کرے جیسے فان قاتلوکم فاقتلوہم پھر اشہر حرم ختم ہونے پر مشرکین سے جہاد کا حکم نازل ہوا پھر مطلقاً جہاد کا حکم نازل ہوا آیت وقاتلوا في سبيل الله اور اسی حکم کو برقرار رکھا گیا یعنی اب ہر وقت ہر زمانے ہر جگہ جہاں ممکن ہو مشرکین و کافروں سے جنگ کر سکتے ہو۔

میں یہاں یہ بھی سوال کروں گا کہ اگر اسلام میں اقدامی جہاد نہیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں اسلامی ریاست ۲۲ لاکھ مربع میل پر کیسے پھیلی؟ خود حضور ﷺ نے اقدامی جہاد کی ترغیب دی چنانچہ قیصر و کیسری کی حکومتوں کے اپنی امت کے ہاتھوں تاراج ہونے کی نوید سنائی۔ نیز میرا سوال یہ بھی ہو گا کہ اگر اسلام میں اقدامی جہاد نہیں صرف دفاعی جہاد ہے تو فتح مکہ کے جواز کی کیا صورت ہو گی؟ اور اس سے آگے جو حضور ﷺ نے پھر حنین کا معرکہ سر کیا؟ اس لئے کہ جب کفار نے ہتھیار ڈال دئے اور مدینہ پر حملہ بھی نہیں کیا تو بقول پروفسر صاحب نبی اکرم ﷺ کو واپس آجانا چاہئے تھا مگر آپ ﷺ کا مکہ پر قبضہ کر لینا اور آگے حنین کا معرکہ لڑنا اسی اقدامی جہاد کی بنیاد پر تھا جسے انگریزی شیخ الاسلام صاحب نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کے سراسر خلاف بتا رہے ہیں معاذ اللہ۔

پروفیسر صاحب کہتے ہیں کہ میں نے سترہ سال عالم رویا میں بطریق منام امام اعظم رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ سے شرف تلمذ حاصل کر چکا ہوں۔ تو آئے ہم اقدامی جہاد کے متعلق امام اعظم رحمہ اللہ ہی کے فقہ کا نظریہ آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں:

زین الدین رازی حنفی رحمہ اللہ متوفی 666ھ فرماتے ہیں:

حكم الجهاد فرض كفاية وان لم يبدأ الكفار (تحفة الملوك ج 1 ص 179)
جہاد فرض کفایہ ہے اگرچہ کفار کی جانب سے ابتدائہ ہو یعنی پھر بھی ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو اقدامی جہاد کرے اور اسلامی سرحدوں میں توسیع کرتی رہے۔

علامہ کاسانی حنفی رحمہ اللہ متوفی 586ھ فرض کفایہ جہاد کے بارے میں لکھتے ہیں:

ولان ما فرض الجهاد وهو دعوة الى الاسلام واعلاء الدين الحق ودفع الشر
الكفرة وقهرهم يحصل بقيام البعض به وكذا النبي عليه الصلوة
والسلام كان يبعث السرايا (البدائع الصنائع، ج 7 ص 97 کتاب السیر والجهاد)
کہ اس جہاد سے مقصود اسلام کا غلبہ بلند کرنا ہے اور کافروں کے شر کو دور کرنا ہے لہذا ایک
جماعت اگر اس مشن پر رہے تو بھی کافی ہے اسی لئے فرض کفایہ ہے اور اسی مقصد کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
سرایا مختلف مقامات پر بھیجتے رہے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هو فرض كفاية قال في الدر المننقى وليس بتطوع اصلا هو الصحيح
فيجب على الامام ان يبعث سرية الى دار الحرب كل سنة مرة او مرتين و
على الرعية اعانتته (شامی کتاب الجہاد، ج 4 ص 119)

علامہ شامی رحمہ اللہ نے تو کمال ہی کر دیا وہ تو فرما رہے ہیں کہ مسلمان امیر پر لازم ہے کہ وہ سال
میں ایک دفعہ دار الحرب (جیسے انڈیا، اسرائیل وغیرہ) ایک فوجی دستہ جنگ کرنے کیلئے بھیجتا رہے
تاکہ مظلوموں کی مدد ہوتی رہے۔

لندن شیخ اسلام بننے سے پہلے اقدامی جہاد جانتا تھا
خود طاہر القادری صاحب جب تک انگریزی شیخ الاسلام نہیں بنے تھے وہ اقدامی جہاد کے
داعی تھے چنانچہ لکھتے ہیں:

”ان آیات مقدسہ میں اللہ رب العزت کا خطاب جملہ اہل ایمان سے ہے اور
انہیں حکم دیا گیا ہے کہ تم ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے حالت جنگ میں ہیں
یا جنگ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، جہاد یا قتال کے اس عمومی حکم۔“

(حقیقت جہاد ص 10)

اس میں جنگ کا ارادہ کرتے ہیں کے الفاظ صاف بتلا رہے ہیں کہ ابھی جنگ نہیں کی۔ ظاہر
ہے کہ جنگ سے پہلے صرف ارادہ کرنے والوں پر جنگ کرنا اقدامی جہاد نہیں تو کیا ہے؟ دلچسپ
بات یہ ہے کہ اس موقف پر دلیل قرآن کی آیت نمبر 190 تا 193 سے دی جس میں قتال کا لفظ
ہے۔ اور اس قتال کے لفظ کو وہ اپنی کتاب میں جہاد کے معنی میں استعمال کر رہے ہیں جبکہ
انگریزی شیخ الاسلام بننے کے بعد وہ قتال اور جہاد کو ایک دوسرے کی ضد مانتے ہیں مگر یہاں
قتال کا معنی جہاد کر رہے ہیں۔ یا للعجب!!!

اس زمانے میں جہاد معطل ہے معاذ اللہ

پروفیسر صاحب مرزا غلام احمد قادیانی کی پوری ہمنوائی کرتے ہوئے اس زمانے میں ”جہاد کو
معطل“ سمجھتے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ مرزا صاحب کہتے تھے کہ چونکہ میں مسیح موعود ہوں معاذ اللہ
اس لئے میرے آنے سے جہاد منسوخ ہو گیا چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

”اے اسلام کے عالمو اور مولوی میری بات سنو میں سچ کچھ کہتا ہوں کہ اب جہاد کا
وقت نہیں خدا کے پاک نبی کے نافرمان مت بنو مسیح موعود جو آنے والا تھا آچکا
اور اس نے حکم بھی دیا کہ آئینہ مذہبی جنگوں سے جو تلوار اور کشت و خون کے
ساتھ ہوتی ہیں باز آجاو..... یہ طریق جہاد جس پر اس زمانہ کے اکشر وحشی کار بند
ہو رہے ہیں یہ اسلامی جہاد نہیں۔“

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد دوم ص 369)

اور اب پروفیسر صاحب اسی بات کو دوسرے پیرائے میں یوں بیان کرتے ہیں کہ چونکہ اب پوری دنیا ”دارالہمد“ ہے لہذا نہ تو کسی فرد واحد کو اور نہ ہی کسی حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ کسی ملک پر حملہ کرے ملاحظہ ہوا ان کا بیان:

These Countries of Peace so particularly the muslim of this world niether any individual or organization a right to declare any act of jihad and wadge war or number to the whole world under UNO acording the injuctionos of Quran and the sunnah of holy prophet teaching whole world become as darul ahad similar to darul islam or directly the baord of peace so no today has right to fight against any one unless UNO decide as the defencive war btween state to state

وہ ممالک جن میں امن ہے خصوصاً مسلمان ممالک ان میں نہ تو کسی فرد واحد کو نہ کسی تنظیم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جہاد کا اعلان کرے اور باقاعدہ جنگ شروع کر دے کیونکہ قرآن و سنت اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں ساری دنیا جو اس وقت دارالہمد ہے یہ بالکل دارالاسلام کی طرح ہے۔ لہذا کسی کو بھی حق حاصل نہیں کہ وہ لڑے کسی کے بھی خلاف جب تک اقوام متحدہ یہ فیصلہ نہ کرے کہ یہ ایک ریاست کا دوسری ریاست کے ساتھ دفاعی جنگ کا معاملہ ہے۔

یہ کہنا کہ یو این او جب تک فیصلہ نہ کرے..... اسلام کو کفار کا غلام بنانا نہیں تو اور کیا ہے؟ کس کو معلوم نہیں کہ یو این او یہودی باندی ہے۔ جس نے آج تک کسی ایک مسلمان ملک کا قضیہ حل نہیں کیا۔ جس نے ہر دفعہ اپنی ناجائز بغل بچے اسرائیل کے خلاف قرارداد مذمت تک کو اپنی اسمبلی میں پاس ہونے نہیں دیا۔ اسلام کسی کافر کی بالادستی قبول نہیں کرتا وہ اپنے فیصلوں میں آزاد

ہے۔ پھر طاہر القادری کی اسلام دشمنی ملاحظہ ہو کہ وہ مظلوم مسلمانوں کو تو مطعون کر رہے ہیں کہ ان کو حق نہیں بدوق اٹھانے کا یہ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ مگر امریکا میں بیٹھ کر ان کے منہ سے ایک لفظ یہ نہیں نکلتا کہ جب پوری دنیا دارالاسلام و دارالہمد بن چکی ہے تو امریکا تجھے کس نے یہ حق دیا کہ افغانستان و عراق میں بنا کسی ثبوت کے آگ و خون کی ہولی کھیل؟..... وہاں لاکھوں مسلمانوں کو قتل کر دے؟..... اور خانہ جنگی کی آگ لگا دے۔ نبی ﷺ کا فرماں تو ہے کہ الاسلام یعلو ولا یعلیٰ اسلام ہی غالب ہے اس پر کوئی غلبہ نہیں۔ مگر یہ کہتا ہے کہ نہیں اس خالصتہ جانبدار کافر ادارے کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو کہ تمہیں اپنے حق کیلئے لڑنا چاہئے یا نہیں؟۔

جب تک قادری صاحب ”انگریزی شیخ الاسلام“ نہیں بنے تھے وہ جہاد کو ہر حال میں قائم رکھنے کے داعی تھے چنانچہ لکھتے ہیں:

”اللہ کی راہ میں مقاتلہ و محاربہ کی زندگی اختیار کرنا نہ یہ کہ صرف جائز بلکہ فرض قرار دیا گیا گویا ظلم کے استیصال اور خاتمہ کیلئے امت پر جہاد اور قتال کی فریضیت کا حکم ہے جو کسی طور اور کسی حالت میں ساقط نہیں ہو سکتا۔“

(حقیقت جہاد، ص 14)

جب یہ قتال کا حکم کسی طور اور کسی حالت میں ساقط نہیں ہو سکتا تو آپ نے آج اسے ”دارالہمد“ کے نام پر کیوں منسوخ کر دیا؟ کیا موصوف مرزا قادیانی کی طرح کسی نئے شریعت یا بیٹی بیٹی و جی کے مدعی تو نہیں ہیں؟ اسی طرح انگریزی شیخ الاسلام بننے کے بعد وہ امریکا یا حکومت کی اجازت کے بغیر جنگ کو جائز نہیں قرار دیتے حتیٰ کہ فلسطینیوں کو بھی ان کی طرف سے جنگ آزادی کی اجازت نہیں مگر لندن اسلام سے پہلے حقیقی اسلام میں وہ سب مسلمانوں پر ہر وقت ظالموں سے جنگ کو لازم قرار دیتے تھے ملاحظہ ہو:

”اس صورت میں تمام مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے جو اس پوزیشن میں ہیں کہ بے بس و مجبور و مقہور انسانوں کو انسانیت دشمن درندوں کے دست و پاؤں سے نجات دلا سکیں اس وقت تک مسلمانوں پر چین سے سونا اور آرام و سکون کی

زندگی بسر کرنا حرام ہے جب تک ظالموں کی طرف سے فتنہ و فساد کی بھڑکائی ہوئی آگ ہمیشہ نکلنے سر نہیں ہو جاتی۔ (حقیقت جہاد، ص 15)

آج وہ دنیا کے ”دارالعہد“ ہونے کی وجہ سے جہاد کو حرام قرار دیتے ہیں مگر لندن اسلام سے پہلے وہ جہاد کے بغیر آرام سے بیٹھنے کو حرام کہتے تھے ملاحظہ ہو:

”اسی بنا پر اہل اسلام کو اس وقت تک برسرِ پیکار رہنے کا حکم ہے جب تک روئے زمین سے فتنہ و فساد کے ماحول کا خاتمہ نہیں ہو جاتا اور وہ نظام اپنی موت نہیں مر جاتا جو انسانوں کو انسان کا غلام اور محکوم بنائے ہوئے ہے اس وقت تک مسلمانوں پر چین اور آرام حلال نہیں جب تک اللہ کی اطاعت و عبادت اور غلامی کے ساتھ قائم نظام نافذ نہیں ہو جاتا۔“

(حقیقت جہاد، ص 23)

عورتوں بوڑھوں کو قتل کرنا

پروفیسر صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام میں عورتوں بوڑھوں اور ایسے لوگ جو جنگ میں شریک نہیں ان کو قتل کرنا جائز نہیں۔ یہ وحشیت پن ہے، بربریت ہے۔ ان کی اس بات سے ہم اس حد تک تو متفق ہیں کہ عام حالات میں کفار کے بچوں عورتوں بوڑھوں کو قتل کرنا ان کے باغات اور املاک کو تلف کرنے کی اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا لیکن اگر ان کفار میں سے کوئی اسلام کے خلاف سازش کے طور پر ملوث ہو یا جنگ میں کسی بھی قسم کا معاون خواہ مشورہ، مالی سپورٹ، میڈیا سپورٹ وغیرہ ہو تو ان کو قتل کیا جائے گا۔ اور اگر کفار کی املاک تباہ کرنے میں ان کا زور توڑنے کی مصلحت ہو تو ایسا بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس پر زبان درازی کرنا دراصل نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کی شریعت پر زبان درازی کرنا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو اس پر چند حوالے

امام مسلم رحمہ اللہ باب جواز قتل النساء والصبيان کے تحت ہے: سِئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الذَّارِي مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَبْتَئُونَ، فَيُصِيبُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ وَذَرَارِيَّتِهِمْ، فَقَالَ: هُمْ مِنْهُمْ۔

سیدنا معب بن جثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ سے سوال ہوا مشرکین کی

اولاد کا جب رات کے چھاپے میں مارے جائیں اسی طرح عورتیں ان کی۔ اُمّی اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ ان میں داخل ہیں۔“

(مسلم، ج ۲، ص ۴۸)

نیز باب جواز قطع اشجار الکفار و تحریقہا کے تحت ہے حَرَقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ، وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُؤَيْرَةُ، زَادَتْ بَنِيَهُ، وَابْنُ رُحْمٍ فِي حَدِيثِهِمَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَبَنَةٍ أَوْ تَرَكْتُمْوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْرِجَ الْفَاسِقِينَ (مسلم ج ۲ ص ۸۵)

رسول اللہ ﷺ نے بنی نضیر کی کھجوروں کے درخت جلوا دیئے اور کاٹ ڈالے جن کو بوریہ کہتے تھے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: «مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَبَنَةٍ أَوْ تَرَكْتُمْوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْرِجَ الْفَاسِقِينَ» ﴿۵۹﴾ - احشر: ۵۹ جو درخت تم نے کاٹے یا چھوڑ دیا ان کو کھڑا ہوا اپنی جڑوں پر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا اس لیے کہ رسوا کرے گناہگاروں کو۔ اور ہدایہ میں ہے:

قَالَ وَارْزَلُوا عَلَيْهِمُ الْمَاءَ وَقَطَعُوا اشجارهم وَاَفْسَدُوا زُرُوعهم لِانَّ فِي جميع ذَالِك الحَاقِ الكِبْتِ وَالْغَيْظِ بِهِمْ وَكَسَرَ شَوْ كَتِهِمْ وَتَفَرَّقَ بَقِيَّتُهم فَيَكُونُ مَشْرُوعًا وَلَا بَاسَ بِرَمِيهم وَاِنْ كَانَ فِيهم مُسْلِمٌ اسِيرًا وَتَاجِرًا لَانِ فِي الرَّمِي دفع الضرر العام بالذب عن بيضة الاسلام وقضى لالاسير والتاجر ضرر خاص ولانه قللة لا يخيل واحصن عن مسلم فلو امتنع باعتبار لالانسد بابيه وان تترسوا بصبيان المسلمين او بالاسارى لم يكفوا عن رميهم لما بينا ويقصدون بالرمي الكفار

اور کافروں اور دشمنوں پر پانی کا سیلاب رواں کر دیں یعنی اگر موقع ملا تو ان کو پانی میں ڈبو دیں اور ان کے درخت کاٹ دیں اور ان کی کھیتیاں خراب کر دیں کیونکہ ان تمام کاموں سے کافروں کی ذلت اور ان کی بربادی اور ان کو غم میں ڈالنا اور ان کی طاقت کو پکلت اور ان کی جماعت کو متفرق اور تتر بتر اور منتشر کرنا ہوتا ہے لہذا یہ تمام چیزیں جائز ہوں گی۔ اور کافر دشمنوں پر

پتھر تیر برسانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ ان میں مسلمان قیدی یا تاجر بھی ہوں کیونکہ ان پر پتھر برسانے میں مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت سے عمومی طریقہ سے نقصان دہ چیزوں سے بچانا مقصود ہے اور چند ایک دو مسلمان اور تاجر کامر جانا صرف اسی ایک دوفر د کا قتل ہو جانا یہ شخصی نقصان ہوتا ہے اور اس دلیل سے بھی کہ ایسی صورت کم ہی ہوتی ہے کہ کوئی قلعہ مسلمان سے بالکل خالی ہو اس لئے اگر مسلمانوں کا خیال کر کے اس سے منع کر دیا جائے تو جہاد کا دروازہ ہی بند ہو جائے اور اگر مسلمانوں کے حملہ کے وقت دشمن نے مسلمان بچوں اور یا مسلمان قیدیوں کو ڈھال بنادیا تب بھی مجاہدین ان کو تیر یا پتھر مارنے سے نہ رکیں کیونکہ عام مسلمانوں کا ضرر دور کرنے کیلئے ان چند قیدیوں اور بچوں کا نقصان برداشت کرنا پڑے گا۔

فلسطین کو جنگ آزادی کی اجازت نہیں

ایک طرف تو طاہر القادری کہتا ہے کہ مسلمانوں کو دفاعی جہاد کی اجازت ہے جسے ”قتال“ کہا جاتا ہے۔ اور یو این او چارٹر بھی اسی کی اجازت دیتا ہے۔ اب یہ کس کو معلوم نہیں کہ فلسطین کے اندر زبردستی اسرائیلی ریاست قائم کی گئی ہے۔ اور اپنے قیام سے لیکر اب تک وہ مسلسل فلسطینیوں کو تباہ و برباد کرنے میں لگی ہوئی ہے۔ لہذا جہاد و قتال کی جس تعریف کی تائید طاہر القادری صاحب کر رہے ہیں اس تعریف اور کنسپٹ کی رو سے بھی فلسطینی مسلمانوں پر جہاد و قتال لازم تھا۔ مگر جب ایک امریکی نے یہی سوال طاہر القادری سے کیا تو اس اسرائیلی لے پالک پروفیسر نے اسرائیل کی چیمبر گری کرتے ہوئے کہا کہ انہیں کوئی حق نہیں کہ یہ جہاد کریں، وہاں فساد کریں۔ یہ یا تو یو این او جابائیں یا پھر نبی کریم ﷺ کی تیرہ سالہ زندگی کو سامنے رکھ کر صبر کریں۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ کی اس تیرہ سالہ زندگی کے صبر کو خود قرآن نے منسوخ قرار دیا ہے۔ لہذا منسوخ حکم کو پیش کرنا کونسی شیخ الاسلامی ہے؟ پھر یہ کہنا کہ وہاں حکومت کی فوج میں شامل ہو کر جنگ لڑیں۔ تو حکومت تو خود وہاں اسرائیل کی ایجنٹ اور نمک خوار قائم ہے۔ اس کی کوئی فوج نہیں بلکہ اس حکومت کی سکیورٹی خود اسرائیلی فوج کرتی ہے۔ اسرائیل کا دماغ خراب ہے کہ وہ اپنے ہی خلاف لوگوں کو لڑنے کیلئے بھرتی کرے، ان کو ٹریننگ دے، اور پھر اپنے خلاف میدان میں

اتارے؟ نا تو من تیل ہو گا نہ رادھانا پے گی۔ لہذا نتیجہ یہ ہوا کہ فلسطینیوں کو یہ حق نہیں کہ وہ کسی اسرائیلی کے خلاف ہتھیار اٹھائے۔ یہ دہشت گری ہے۔ امن تباہ کرنا ہے۔ بلکہ وہ بے غیرتوں کی طرح سر جھکائے اسرائیلی گولی کا انتظار کریں۔

یارو!!! میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ اگر پروفیسر صاحب کی اس منطق کو تسلیم کر لیا جائے تو خدا لگتی کہتے کیا دنیا میں کوئی اسلامی ملک بچے گا؟ پوری اسلامی دنیا پر امریکا و یہود کے ایجنٹ حکمران حکومت کر رہے ہیں جو صرف ایک فون کال پر اپنے برادر ملک پر حملہ کرنے کیلئے اپنے ہوائی اڈے اور تمام لاجٹک سپورٹ فراہم کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ کبھی اجازت دیں گے ان دین دشمنوں کے خلاف؟ امت کو یہ سوچ دینا اور جہاد کی روح کو اس طرح مسخ کرنا کیا ”گریٹر اسرائیل“ کیلئے راہ ہموار کرنا نہیں؟

ملاحظہ ہو اس کی تقریر:

I will indose this recomondetion that they should go to united state,united nations to the recognonised by the state by united nation as the state so that my the gew the lawful rights and priviliges acordingt to the united nation charter. secondly even if there is no state for example to excersise the jihad in the form of self defence even then what is happning even that then any case the wrost come to worst no one is allowd to comite suicied bombing against civilians population wiether there are his israels or they are americin or they are british or they are your peoples nobody is allowd to comites suicide bombing on non combated civilians no body is allowd to comites terroristic acts on civilians

population because this act was perhibited during even during war fare as already i explain so what the act which were been taken and given the name of jihad itself they are crimes acording to islamic teachings . they shuold rase thier voice politically peacefully they should use the peacefull constitutional national means and ways through the arab states islamic states to the UNO and what ever is possible they can do. but if there are for example tow states when israel or any other niebring state fight each other so milittary is always right to fight each other or what ever they do with the battle field not the organization they were not allowd they can recroted in the army and they should fight as militry man against the militries i the battle field biut killing the juess comunity or killing the crsition community or killing the britsh community or human comunity those who are non combatens those whor are civilians this is absulotly no allowd in any cercmstances if they want to do something there own so this is not allowd then they have act open the conduct of prophet peace be upom him which he adopted in the first fourteen years in the makkah same situation was there they were lot many muslims in makka whow did not miagrate along him to

madina they were inhabitance in makka they were been killed but non of the companions took arms against the civilian population of makka niether holly prophet allowd to any gruop go and taken rivenge because they are killing our muslim brothers in makka so this was

ترجمہ: میں اس سفارش کی توثیق کروں گا کہ انہیں یونائیٹڈ سٹیٹ جانا چاہئے تاکہ وہ انہیں قانونی حقوق دیں اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق۔ دوسری بات یہ کہ اگر کوئی ریاست ایسی نہیں جو کہ بھاد کر سکے اپنے دفاع کے لئے تب بھی کسی کو اس بات کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ خود کش حملے کریں عوام کے خلاف جو کہ لڑ بھی نہ رہے ہوں۔ چاہے وہ اسرائیلی عوام ہوں یا امریکی یا برطانوی (ہرگز جنگ نہ کریں)۔ کیونکہ یہ اقدام منع کیا گیا تھا جنگ کے دوران بھی (کہ عوام کو قتل کیا جائے)۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ تو ان اقدامات کو بھاد کا نام دیا جاتا ہے جو کہ خود جرم ہے اسلام میں۔ ان (اہل فلسطین) کو اپنی آواز سیاسی اور امن کی صورت میں اٹھانی چاہئے اور آئینی ریاستی راستہ اپنانا چاہئے۔ عرب ممالک اور اسلامی ریاستوں اور جو بھی ممکن ہو۔ جیسے دو ریاستیں ہوں (جیسے اسرائیل یا اس کا ہمسایہ ملک) وہ آپس میں لڑتے ہیں تو فوج کو یہ حق ہمیشہ حاصل ہوتا ہے کہ وہ لڑے ایک دوسرے کے خلاف اور ایک دوسرے کے ساتھ جو بھی کرے لیکن کسی تنظیم کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ اپنی ایک فوج بنائے اور وہ فوج کی طرح لڑے یا فوج کے خلاف میدان جنگ میں لڑے۔ اور یہودیوں یا کرچن (عیسائیوں) کی کمیونٹی کو مارے، یا برٹش یا کسی بھی انسانی کمیونٹی کو مارے۔ خاص کر جو کہ آپ کے خلاف لڑ بھی نہ رہے ہوں، اور ہوں بھی عوام، تو ان کو مارنے کی اسلام میں بالکل اجازت نہیں۔ اور کسی تنظیم کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اس طرح کا کام کرے۔ اس کی اس لئے بھی اجازت نہیں کہ نبی کریم ﷺ کے جوابدہائی مکی سال تھے ان میں بھی ان کو اسی قسم کے حالات کا سامنا تھا کہ بہت سے مسلمان جو مکہ ہی میں رہ گئے تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت نہیں کی تو ان کو مارا جا رہا تھا لیکن نبی کریم ﷺ کے کسی بھی صحابی نے ہتھیار نہیں اٹھائے۔ اور نہ ہی نبی کریم ﷺ نے کسی گروپ کو یہ اجازت دی کہ وہ جائے اور اس بات کا

انتقام لے کہ وہ ہمارے مسلمان بھائیوں کو مکہ میں مار رہے ہیں۔

سابقہ ”دہشت گردانہ جہادی“ نظریات

پروفیسر طاہر القادری کے امریکی اسرائیلی ایجنٹ ہونے کی ایک اور مستقل دلیل یہ بھی ہے کہ انگریزی شیخ الاسلام بننے سے پہلے موصوف نہ صرف جہاد کے علبردار تھے بلکہ فلسطینیوں اور افغان مجاہدین کو جہاد پر خراج عقیدت پیش کرتے۔ یہ میرے ہاتھ میں منہاج القرآن کے تحت انٹرنیشنل اسلامک کانفرنس کا اعلامیہ جو ماہنامہ منہاج القرآن اکتوبر ۱۹۸۸ء کے صفحہ ۱۴۸ پر چھپا ہے موجود ہے اس میں ہے:

”یہ کانفرنس افغان مجاہدین کو اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے کی طرف متوجہ کرتی ہے تاکہ روسی افواج خود بخود افغانستان چھوڑ جائیں یہ کانفرنس اپنے افغان مجاہدین بھائیوں کو باہم مناقشات کے خاتمے اور اپنی آزاد حکومت کے قیام کی طرف بھی متوجہ کرتی ہے اور اس مرحلہ پر افغان پناہ گزین بھائیوں کو ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی دلاتی ہے۔“

کانفرنس اپنے فلسطینی بھائیوں کی جرات مندانہ جدوجہد پر مبارکباد پیش کرتی ہے اعلان جہاد کی ضرورت محسوس کرتی ہے تاکہ مسلمان اپنے غضب شدہ علاقے واپس لے سکیں اور فلسطین میں مقدس مقامات بالخصوص مسجد اقصیٰ کے تقدس کی حفاظت کا اہتمام ہو سکے۔“

اسی طرح اپنی ایک تقریر میں پروفیسر صاحب فرماتے ہیں:

”اقامت دین کا فریضہ محض مصلوں پر بیٹھ کر اللہ اللہ کرنے سے نہیں بلکہ میدان جنگ میں باطل قوتوں کے خلاف تلوار اٹھانے سے ادا ہوتا ہے۔“

(ماہنامہ منہاج القرآن فروری، مارچ، ۱۹۹۲ء ص ۳۷)

مگر آج شیخ الاسلام بننے کے بعد وہ فلسطینیوں کو یہ تلقین کر رہے ہیں کہ بس مصلوں پر بیٹھ کر اللہ اللہ کرو تلوار تو دہشت گردی ہے۔ آج انگریز کو خوش کرنے کیلئے طاہر القادری صاحب ”دارالعہد“ کی بات کرتے ہیں کہ چونکہ پوری دنیا کا آپس میں امن کا معاہدہ ہے لہذا کسی سے بھی جنگ کرنا دہشت

گردی ہے، مگر ماضی قریب میں ان کا نظریہ کیا تھا وہ بھی ملاحظہ ہو:

”امت مسلمہ نے تصادم کے اس قدرتی نظام سے پہلو تہی کر کے باطل طاغوت کے ساتھ محدود مفاد کی خاطر ”عدم جارحیت“ کے نام سے ”عدم جہاد“ کے معاہدے کر رکھے ہیں نتیجتاً آج جغرافیائی طور پر آزاد ہو کر بھی کافرانہ نظام کے سامنے ذہنی، فکری، سیاسی، معاشی اور سماجی اعتبار سے دست و پا اور غلامانہ زندگی گزار رہے ہیں۔ آج کون سا اسلامی ملک ایسا ہے جو یہود و نصاریٰ اور ہندو بننے کے دستِ ظلم سے کلیتہً آزاد ہے؟ وہ کون سا معاشرہ ہے جہاں خدا و رسول کی حقیقی غلامی رائج ہے؟ جہاں اسلامی تہذیب و ثقافت پنپ رہی ہے اور جہاں باطل کے خلاف فیصلہ کن جنگ کی تیاریاں ہو رہی ہیں؟۔ یہ سب کچھ کیوں نہیں ہو رہا؟ اس لئے کہ ہم منشا قرآنی (حق و باطل کے ٹکراؤ) کو بھول گئے مندرجہ بالا آیت میں فرمایا گیا کہ ہم نے غلبہ و اقتدار عبادت گاہوں، ذکر کے مراکز اور مساجد کی آباد کاری کا راز ہی حق و باطل کے درمیان تصادم میں رکھا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ معرکہ بپا ہوتے رہیں تاکہ حق غالب آئے اور باطل سے اقتدار چھین کر اہل حق کے پاس آجائے۔“

(ماہنامہ منہاج القرآن فروری، مارچ، ۱۹۹۲ء ص ۹۶)

غور کرو لوگو! اس آدمی کی منافقت کا اندازہ لگاؤ ماضی میں کہتا ہے کہ ٹکراؤ، جنگ، لڑائی ایک فطرتی نظام ہے۔ ہم نے کافروں سے امن کے معاہدے کر کے پوری دنیا کو دارالعہد بنا کر خدا کے غضب کو دعوت دی۔ اور آج اسی امن کے معاہدوں کو جو تک قرآن و سنت کی بغاوت تھی کی بنیاد پر پوری دنیا کو ”دارالعہد“ کہہ کر ہتھیار اٹھانے، جہاد کرنے کو دہشت گردی اور جارحیت کہتا ہے۔ یا للعجب

اسی طرح ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں:

”قرآنی فلسفہ جہاد پر روشنی ڈالتے ہوئے انہوں نے مسئلہ کشمیر کا حل بتایا جو حل ہمیں قرآن مجید نے دیا وہی مسئلہ کشمیر کا بھی حل ہے قرآن نے دو ٹوک الفاظ میں اعلان کیا ہے ”تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں جہاد اور قتال کیلئے اور

اپنی جانوں کی بازی لگانے کیلئے نہیں نکلتے جب کہ حالت یہ ہے کہ کمزور اور ناتواں مرد اور بے کس اور مجبور عورتیں اور بے بس و مقہور بچے چیخ چیخ کر پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ ہمیں اس بستی سے نکال جہاں کے وڈیرے ظالم جابر اور مستعبد ہیں اور پھر آگے فرمایا کہ ہمارے لئے کوئی حامی و مددگار طاقت مہیا کر دے، تو قرآن مجید نے جن قوموں کی آزادی سلب ہو چکی ہو ان کیلئے صرف جہاد کا راستہ بتایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے اور ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ طاغوتی فتنہ ختم ہو جائے اور مکمل طور پر دین (یعنی نظام حیات) سارے کا سارا اللہ کیلئے ہو جائے۔ جارحیت کے ذریعہ کسی کی آزادی سلب کرنا ایک فتنہ ہے اور ایسی فتنوں کا جو جارحیت پر مبنی ہوتے ہیں کا خاتمہ بھی جہاد ہی کے ذریعہ ہوا کرتا ہے۔ اور اگر اللہ ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ذریعہ سے ہٹاتا نہ رہتا تو زمین پر فساد برپا ہو جاتا (البقرہ ۲۵۱) اللہ تعالیٰ نے نظام ہی یہ وضع کیا ہے کہ طبقے طبقوں کے ساتھ اپنے حقوق اور آزادی اور اقتدار کی بحالی کیلئے جہاد کریں اے عقل والو جان کا بدلہ لینے میں ہی تمہاری زندگی ہے قرآن مجید کی یہ آیت بہت بڑا فلسفہ جہاد دے رہی ہے قرآن کہتا ہے اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو جان کی بازی لگانا سیکھو لہذا کشمیر کی آزادی کا راستہ اور صل صرف جہاد ہے کیونکہ جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا۔“

(ماہنامہ منہاج القرآن فروری، مارچ، 1992ء، ص 286)

اللہ اکبر!!! مگر آج اسی قرآنی جہادی فلسفہ کے پروفیسر صاحب صریح مخالف و منکر ہیں۔ اور انگریزوں میں جا کر اسی قرآنی فلسفہ جہاد کے خلاف تقریریں کرتے ہیں حتیٰ کہ موصوف تواب جہاد کشمیر کے بھی منکر ہو گئے ہیں چنانچہ سلیم صانی کو جیونیوز پر انٹرویو دیتے ہوئے موصوف فرماتے ہیں کہ اب کشمیر میں جا کر جہاد کرنا ہتھیار اٹھانا اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ انٹرویو میرے پاس موجود ہے اور یوٹیوب و میڈیا پر بآسانی دستیاب ہے۔

دیکھ بات یہ کہ طاہر القادری صاحب بار بار اپنی اس گفتگو میں جہاد، قتال، جنگ کو ایک ہی معنی میں استعمال کر رہے ہیں۔ مگر آج ایسا کرنے کو پروفیسر صاحب گمراہی قرار دیتے ہیں۔

کچھ دیر قبل میں نے اس کی اپنی کتاب ”حقیقت جہاد“ کے حوالے پیش کئے کہ قادری صاحب ہر حالت، ہر وقت کافروں سے جہاد کرنے کے علمبردار تھے اور اسے چھوڑنے والوں کو وہ صلوٰاتیں سنارہے تھے۔ افسوس کہ موصوف آج جہاد کو دہشت گردی کہتے ہیں مگر انہی کی زبانی ملاحظہ ہو کہ ماضی میں جہاد جنگ و قتال کو دہشت گردی کون کہتا؟:

”مسلمان جب اپنے تحفظ اور دفاع کیلئے جہاد کا علم اٹھاتے ہیں تو اسے دہشت گردی کا نام دیا جاتا ہے۔ اور جب مسلمانوں کے خلاف جنگ کے شعلے بھڑکاتے ہیں تو اسے بحالی جمہوریت اور انسانی آزادی کے خوش نما القاب سے نوازا جاتا ہے۔“

(حقیقت جہاد، ص 31)

آج یہود و نصاریٰ کے اشاروں پر یہی راگ قادری صاحب الاپ رہے ہیں۔ انصاف خود کریں کہ قادری صاحب کن لوگوں کے مشن پر کار بند ہیں؟۔

ماضی میں خود کش حملے جائز تھے

آج کل قادری صاحب کا سارا زور اس بات پر ہے کہ خود کش حملے خراجیت اور دہشت گردی ہے۔ اسی بنیاد پر انہیں انگریز نے گود لیا۔ مگر جب تک انگریزی شیخ الاسلام نہیں بنے تھے تو ان کا نظریہ یہ تھا:

”خود کش حملے ہرگز جائز نہیں ہیں یہ اس وقت ہوتا ہے جب حالات بہت زیادہ سنجیدہ اور کشیدہ ہوں مثال کے طور پر 1965ء میں ہمارے ملک پر جنگ مسلط کر دی۔“

(انتہا پسندی اور دہشت گردی کے خاتمہ میں شیخ الاسلام طاہر القادری کا کردار، ص 72)

ذہن کی پر اگندگی ملاحظہ ہو جب کسی صورت جائز نہیں تو یہ کہنا اس وقت ہوتا ہے..... اُس وقت ہوتا ہے..... کیا کھلا تضاد نہیں؟۔

ایک اور دلیل

پروفیسر کے انگریز کے اسجٹ ہونے کی ایک اور بہت بڑی دلیل اس کا دہشت گردی کے

خلاف فتویٰ ہے۔ یہ فتویٰ اس نے کسی مسلمان ملک میں بیٹھ کر مسلمانوں کے درمیان شائع نہیں کیا بلکہ یہ فتویٰ لندن میں ایک ایسے ہال میں بیٹھ کر دیا گیا جس میں لندن پولیس و سرکاری انتظامیہ سمیت مختلف کافر ملکوں کے اہم سرکاری عہدہ دار موجود تھے۔ جبکہ ہال کے ارد گرد انگریز وزراء اعظم کی تصاویر صاف طور پر دیکھی جاسکتی ہیں۔ یہ سب ان کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ جس میں سے ایک تصویر یہ اس وقت میرے سامنے ہے اس میں آپ یہ سب چیزیں دیکھ سکتے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس فتوے کو مسلمانوں سے زیادہ کافروں نے پذیرائی دی۔ اور اب کافر ملکوں میں یہی فتویٰ طاہر القادری کی سب سے اہم پہچان ہے۔ انگریزی زبان میں اس فتوے کو پیش ”پروفیسر جون“ نے کیا اور اس کا تعارف انگریزی زبان میں ”پروفیسر جوئیل“ جو کہ امریکی ایسیر فورس کالج یعنی وہ کالج جہاں سے امریکی فضائیہ تربیت پا کر مسلم ممالک پر بم برساتے ہیں کے سربراہ ہیں نے پیش کیا۔ اس کے صفحہ xxv پر پروفیسر جون لکھتا ہے کہ:

”بہت سے اسلامی مفتیوں نے خود کش فدائی حملوں کے حرام ہونے کا فتویٰ دیا مگر ساتھ ہی وہ مفتی حضرات فلسطین میں اسرائیلی فوجیوں اور عراق میں امریکی فوجیوں پر خود کش حملے کے جواز کے قائل تھے جس کی وجہ سے معاملہ مشتبه ہو گیا مگر طاہر القادری نے ایسے وقت میں رہنمائی کی اور ان کے اس اہم فتوے میں واضح اور دو ٹوک الفاظ میں کسی بھی قسم کے خود کش حملے خواہ مسلم پر ہوں یا غیر مسلم پر کو ناجائز و حرام قرار دیا“۔ (xxviii)

کیا اب بھی کوئی شک رہ جاتا ہے کہ طاہر القادری اور اس کا یہ فتویٰ سراسر اس کی یہودی و امریکی اتھنٹی کا ثبوت ہے؟ جب انگریز خود اس بات کا اقرار کر رہا ہے کہ عراق و فلسطین میں خود کش حملوں سے ہمیں پریشانی ہو رہی تھی۔ تو اس صورت میں طاہر القادری کا یہ فتویٰ دہشت گردی کے خلاف سمجھا جائے یا یہودی و امریکی فوجیوں کی نصرت اور جان بخشی کیلئے؟ اس کا فیصلہ ہر آدمی خود کر سکتا ہے۔ جہاد کے خلاف اسی فتوے کی بنیاد پر پوری انگریز دنیا میں طاہر القادری کو پذیرائی حاصل ہوئی۔ چنانچہ اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل بان کی مون طاہر القادری کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے:

”منہاج القرآن کی سرگرمیاں عالمی دہشت گردی سے درپیش خطرے کا جواب دینے کی عالمی کوششوں کا حصہ ہے دہشت گردی انتہاء پسندی کی اس سوچ کا مسلمانوں پر زیادہ برا اثر ہوا ہے مسلمانوں کی چھوٹی سی اقلیت ہے جو اس دہشت گردی کا جواز پیش کر رہی ہے حالانکہ اسلام کی تعلیمات دہشت گردی اور خود کش دھماکوں کو رد کرتی ہیں۔ خود کش حملوں اور دہشت گردی کی مذمت اور اس کو حرام قرار دینے کیلئے منہاج القرآن کے بانی و سرپرست ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے تاریخ فتویٰ ایٹو کیا یہ کافر نس اور دیگر سرگرمیاں اور علماء مشائخ کی جدوجہد سے اسلام کا صحیح پیغام دنیا تک پہنچ سکتا ہے مجھے امید ہے کہ آپ اقوام متحدہ کی طرف سے خصوصی مشاورتی حیثیت سے اس مقصد کیلئے جدوجہد کو ہمارے ساتھ جاری رکھیں گے۔

(ماہنامہ منہاج القرآن، ص 16، 15 فروری 2012)

پوری دنیا میں اسلام کے سب سے بڑے دشمن امریکا سے اس فتوے کی بنیاد پر انہیں کیسا اعزاز ملا ملاحظہ ہو:

”امریکی صدر بارک اوباما کے oic کیلئے منتخب خصوصی نمائندہ محترم رشید حمین کی قیادت میں وفد نے کافر نس میں شرکت کی انہوں نے اپنی گفتگو میں شیخ الاسلام کے دہشت گردی کے خلاف فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے اسے خراج تحسین پیش کیا بعد ازاں انہوں نے شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری سے ملاقات کے دوران بتایا کہ دہشت گردی کے خلاف فتویٰ ایک تاریخی دستاویز ہے جو انہوں نے وائٹ ہاوس میں مل چکی ہے۔“

(ماہنامہ منہاج القرآن، ص 32 فروری 2012)

یہ فتویٰ امریکیوں کو کتنا پسند آیا اس کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ اس کو انگریزوں نے باقاعدہ اپنے نصاب میں داخل کیا۔ (ماہنامہ منہاج القرآن، ص 76 فروری 2012) پر اس بات کو بڑے فخر سے پیش کیا گیا۔ جس میں انگریزی رسالے نے اس کتاب کو نصاب میں شامل کرنے کی واحد وجہ یہ بتائی کہ جب اسامہ بن لادن نے مسلح جہاد کا اعلان عیدائوں کے خلاف کیا تو

ان کے مقابلے میں طاہر القادری کھڑے ہوئے۔

(مجمع سے آواز لعنت۔۔۔ لعنت۔۔۔ لعنت)

خود امریکیوں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ہم نے بہت سے مولویوں کو اپنے حق میں فتویٰ دینے کیلئے ڈالروں کے بل بوتے پر خریدا ہے چنانچہ ہندوستان جالندھر سے شائع ہونے والے ایک اخبار ہند سماچار ۲۹ ستمبر ۲۰۰۳ میں یہ خبر شائع ہوئی:

”امریکہ پر ۱۱ ستمبر کے حملوں کے بعد سی آئی اے نے عرب دنیا میں امریکی مخالفت جذبات کو سرد کرنے کیلئے اور اعتدال پر بندی کی تبلیغ کرنے کیلئے ملاؤں کو خرید اور نقلی علماء کھڑے کئے۔ یہ بات ایک نئی کتاب سی آئی اے اور ایف بی آئی کے بارے میں کئی کتابوں کے مصنف اور محقق رپورٹر رونالد کسلر نے کئی کسلر نے کہا کہ سی آئی اے نے ملاؤں کو فتوے جاری کرنے کیلئے پیسے دئے۔“

لندن سے نئے اسلام کا آغاز معاذ اللہ

مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا تھا کہ میرے آنے سے اسلام دوبارہ زندہ ہوا ہے اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا دور چل پڑا ہے۔ مرزا کا نیا اسلام یہ تھا کہ مجھے ماننا ہی جہاد کا انکار ہے اور ملکہ برطانیہ کی وفاداری ہے۔ یہی نظریہ طاہر القادری صاحب نے پیش کیا اور لندن سے نئے اسلام کے آغاز کا اعلان کیا معاذ اللہ ملاحظہ ہو:

”جس طرح ہجرت مدینہ کے ساتھ اسلام کے نئے دور کا آغاز ہوا تھا اس طرح آج ایک دفعہ پھر لندن کے ویٹلے کانفرنس کے بعد محمد عسریؒ کے دین اسلام کی عزت و عظمت کی بحالی کے دور کا آغاز کر دیا جائے۔“

(ماہنامہ منہاج القرآن، ص 14 فروری 2012)

معاذ اللہ ہجرت مدینہ کو کافروں کے شہر میں کافروں کے ساتھ بغل گیر ہونے سے تشبیہ دینا کتنی بڑی گستاخی ہے۔ کیا نبی کریم ﷺ نے ہجرت مدینہ کرنے کے بعد قیصر و کسری کے پاس پناہ لی تھی؟ کیا انہوں نے مشرکین مکہ کو مدینہ میں بلا کر انہیں معاذ اللہ اپنی وفاداری کا یقین دلایا تھا؟

لندن میں بیٹھ کر اس طاہر القادری نے اسلام کی تعلیمات کیا ہیں خود ملاحظہ ہو:

”اسلامی اور قرآنی تعلیمات کے مطابق وہ مسلمان جو مغربی معاشروں میں رہتے ہیں ان پر وہاں کے آئین و قوانین کی پابندی لازمی ہے انہیں چاہئے کہ وہ اس ریاست کی طرف سے ملنے والی انسانی حقوق کی آزادی کے بدلے کے طور پر ریاست کے ساتھ وفادار رہتے ہوئے اپنی اسلامی اور ثقافتی و تہذیبی اقدار پر عمل پیرا رہیں۔“

(ماہنامہ منہاج القرآن، ص 27 فروری 2012)

محمد عربی ﷺ کی اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ دارالحرب میں رہنا ہی جائز نہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہی بات مرزا قادیانی بھی کرتا تھا تو آخر اس کو انگریز کا ایجنٹ کس بنیاد پر کہا جا رہا ہے؟

مرزا لکھتا ہے:

”پس سنو! اے نادانو! میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایسی گورنمنٹ سے جو دین اسلام اور دینی رسوم پر کچھ دست اندازی نہیں کرتی اور نہ اپنے دین کو ترقی دینے کے لئے ہم پر تلوار چلاتی ہے۔ قسراً شریف کے روسے جنگ مذہبی کرنا حرام ہے۔ کیونکہ وہ بھی کوئی مذہبی جہاد نہیں کرتی۔“

(کشتی نوح حاشیہ روحانی خزائن جلد 19 ص 75)

لینن احمد طاہر مرزا لکھتا ہے:

”آپ کا یہ عقیدہ تھا اور جماعت احمدیہ آج بھی اس پر قائم ہے کہ پر امن حکومت کے سائے تلے رہتے ہوئے جو آپ کو مکمل آزادی دیتی ہو۔ مذہب کے نام کی آڑ میں اسلام کی تبلیغ اور نفاذ کیلئے اس کے خلاف تلوار اٹھا کر جہاد کرنا قطعاً طور پر حرام ہے۔ (دیکھیں براہین احمدیہ، جلد ۳، ٹائٹل پیج، اب مطبوعہ ۱۸۸۲)۔“

(حضرت مسیح موعود کا اسلوب جہاد، ص ۱۹، نظارت نشر و اشاعت قادیان)

میں طاہر القادری سے سوال کرتا ہوں کہ جب ہندوستان پر انگریز نے غلبہ حاصل کر لیا اور

یہاں اپنے قوانین نافذ کر دے تو آخر کس بنیاد پر مسلمانوں نے تحریک آزادی چلائی؟

طاہر القادری صاحب نے بین الاقوامی سامراج کو اپنی وفاداری کا عندیہ یوں دیا:

”ہم ان تمام بین الاقوامی ایجنسیوں، حکومتوں اور ان معاشرہ کے ساتھ ہیں جو دنیا کے معصوم لوگوں کی جانیں بچانے کیلئے کوشاں ہیں۔“

(ماہنامہ منہاج القرآن، ص 20 فروری 2012)

کیا قادری صاحب کسی ایک بین الاقوامی ایجنسی، ملک، معاشرے کا نام بتا سکتے ہیں جو معصوموں کی جانیں بچا رہا ہو؟ انہی ایجنسیوں نے تو عراق، افغانستان، برما، کشمیر، چیچنیا، شام، فلسطین میں آگ و خون کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ کیا اس اعلان کے بعد بھی کسی کو شک ہے کہ طاہر القادری انہی بین الاقوامی ایجنسیوں کا مداری ہے؟ جسے اس صدی میں مرزا قادیانی کی سیٹھ سنہالنے کا منصب سونپا گیا ہے۔ جس کا صرف ایک ہی مقصد ہے مسلمانوں سے جہاد کی روح کو ختم کرنا اور انہیں پوری طرح انگریز کا وفادار و کا سہ لیس بنانا۔

انگریز سے وفاداری کی ان تعلیمات کی بنیاد پر غور فرمائیں کہ انگریز کس طرح گرویدہ ہو کر ان کے گن گار رہا ہے:

”ڈاکٹر طاہر القادری نے غیر مسلم دنیا کے ساتھ روابط کے بہت سے پل بنائے ہیں مگر ان کا بنیادی پیغام بڑے مقصد کیلئے براہ راست مسلمانوں کیلئے ہے وہ اسلام کی حقیقی روح کی بقاء کیلئے لڑی جانے والی لڑائی میں فرشتوں کے ہمراہ کھڑے ہیں اس کیلئے انہیں مغرب میں ایک وسیع تائید حاصل ہے ان کی پروفائل مارچ 2010 میں بڑھ گئی جب انہوں نے 600 صفحات کا فتویٰ شائع کیا جس نے دہشت گردی اور خودکش حملوں کو غیر اسلامی قرار دیا..... ڈاکٹر قادری جیسے جدید لوگ مغرب سے خوفزدہ نہیں ہوتے ہیں اس لئے کہ ان کے خیال میں مغرب مسلمانوں کو عرب اقوام سے کہیں زیادہ انسانی حقوق اور آزادی دیتا ہے۔“

(ماہنامہ منہاج القرآن، ص 93 فروری 2012)

ماضی میں جہاد سے انکار کیلئے یہی بات مرزا قادیانی کہتا کہ ہمیں مسلمان ملکوں سے زیادہ

انگریز حکومت میں امن ہے اس لئے جہاد کی کیا ضرورت ہے ملاحظہ ہو:

”اس گورنمنٹ انگریزی کے تحت کس قدر مسلمانوں کو آرام ہے کیا کوئی گن سکتا ہے۔“

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، ص 13)

طاہر القادری صاحب مزید فرماتے ہیں کہ:

”ہم ان تمام نظریات و افکار کو رد کرتے ہیں کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان کسی قسم کی کوئی جنگ موجود ہے۔“

(ماہنامہ منہاج القرآن، ص 20 فروری 2012)

ماضی میں مرزا قادیانی اس بات کو اس طرح کرتا:

”میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار ہے“

(مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 198 طبع چہارم)

جب مسلمان وغیر مسلمان میں کوئی جنگ نہیں تو حضور ﷺ سے لیکر موجودہ دور تک مسلمان آخر کس کے ساتھ جنگ کرتے رہے؟ ظاہر ہے کہ قادری صاحب کے جس نئے اسلام کا آغاز لندن سے ہوا اسے عرب سے نکلنے والا اسلام اور عرب انہیں کہاں سے اچھا لگے گا؟ یہی نظریہ مرزا قادیانی کا بھی تھا:

”میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت (برطانیہ) کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے اور نہ مدینہ میں اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔۔۔۔۔ اور جو لوگ مسلمانوں میں سے ایسے بد خیال جہاد اور بغاوت کے دلوں میں مخفی رکھتے ہوں میں ان کو سخت نادان اور بد قسمت ظالم سمجھتا ہوں۔۔۔۔۔ تم چاہو دل میں مجھے کچھ کہو، گالیاں نکالو یا پہلے کی طرح کافر کا فتویٰ لکھو مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دل میں بغاوت کا

خیال رکھنا یا ایسے خیال جن سے بغاوت کا احتمال ہو سکے سخت بد ذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔“

(تریاق القلوب، ص 28 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 156)

اسلام و کفر کی امتیاز مٹانے کی سازش

دراصل طاہر القادری انگریزوں کے ہاتھوں اپنا ضمیر اس حد تک فروخت کر چکے ہیں کہ اب وہ اسلام و کفر میں کوئی امتیاز بھی نہیں برتنا چاہتے چنانچہ اعلان کرتے ہیں:

”یہودی، مسلمان، عیسائی، ہندو، بدھ مت اور تمام دوسرے مذاہب اور بلاشبہ وہ لوگ جن کے مذہب کی کوئی نشاندہی نہیں ان تمام کو لازمی طور پر مساوی حقوق حاصل ہونے چاہئیں۔“

(ماہنامہ منہاج القرآن، ص 20 فروری 2012)

غور فرمائیں اعلامیہ میں پہلا مذہب یہودی لایا گیا ہے۔ موصوف کیا کہنا چاہتے ہیں کہ یہ لوگ اگر مسلمانوں میں اپنے کفریہ مذہب کی تبلیغ کریں، مسلمانوں کے علاقوں میں کھلم کھلا اپنی کفریات کی تشریح کریں، مسلمانوں کو معاذ اللہ مرتد بنائیں تو کسی کو لب کشائی کی اجازت نہیں۔ کیونکہ جس طرح مسلمانوں کو اپنے دین کی تبلیغ کی اجازت ہے اسی طرح ان کو بھی یہ حقوق ملنے چاہئے۔ انہی حقوق کا اظہار کرتے ہوئے طاہر القادری صاحب عیسائیوں کے ساتھ باقاعدہ مذہبی تقریبات مناتے ہیں عیسائیوں کو مسجد میں عبادت ادا کرنے کی اجازت دینے پر عیسائی اپنے بھائی قادری صاحب کا شکریہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

”آج برصغیر اور پاکستان کی تاریخ کا اہم دن ہے کہ ایک مسلم عالم نے عیسائی برادری کے افراد کو خوش آمدید کہا اس جیسی کسی اور مثال کا ملنا ممکن نہیں ڈاکٹر طاہر القادری نے ہمارے لئے منہاج القرآن مسجد کے دروازے کھول دئے ہیں اس طرح بین المذاہب تعلقات کا نیا باب رقم کیا۔“

(انتہا پسندی اور دہشت گردی کے خاتمہ میں شیخ الاسلام طاہر القادری کا کردار، ص 81)

”کرسمس مسیحیوں کا عظیم تہوار ہے اس موقع پر شیخ اسلام کی طرف سے ہر سال

نمایاں مسیحی شخصیات اور تنظیموں کو کرسمس کارڈ بھجوائے جاتے ہیں۔ جو بذات خود مسلمان عالم دین کی طرف سے ایک عظیم مثال ہے اسی طرح تحریک منہاج القرآن کے دنیا بھر میں موجود مراکز پر کرسمس کا تہوار منایا جاتا ہے جہاں مقامی بپش اور دیگر نمایاں مسیحی شخصیات کو مدعو کیا جاتا ہے۔“

(انتہا پسندی اور دہشت گردی کے خاتمہ میں شیخ الاسلام طاہر القادری کا کردار، ص 82)

آخر میں قادری صاحب کی خدمت میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ آپ چاہے اسلام و جہاد کے خلاف فتوے دیں، چاہے مدارس پر پابندی اور مدارس کے نصاب کی تبدیلی کا مطالبہ کریں، جتنا بھی داڑھی والوں کو اور ملاؤں کو کوس لیں، کتنا ہی کفار کی کاسہ لسی کر لیں، کتنی ہی کرسمس تقریبات منعقد کر لیں، اپنی غیرت کا کتنا ہی سودا کیوں نہ کر لیں لیکن قرآن نے چودہ سو سال پہلے ہی آپ جیسوں کیلئے یہ اعلان کر دیا:

ولن ترضی عنک الیہود ولا النصارى حتی تتبع ملتہم (بقرہ)

یہ یہود و عیسائی اس وقت تک آپ سے راضی نہ ہوں گے جب تک ان کے مذہب کی پیروی (یعنی ان کا مذہب قبول کر کے یہودی و عیسائی نہ ہو جاؤ) کر لو۔

طاہر القادری یہود و نصاریٰ کا ایجنٹ
بشکریہ مولانا ساجد خان نقشبندی

من انصاری الی اللہ

جمعیت اہل السنۃ والجماعۃ ایک غیر تجارتی ادارہ ہے۔ جس سے اصلاح عقائد پر اب تک کئی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ ان کتب کیلئے تمام تر فنڈ جماعت کے اراکین سے فی سبیل اللہ یا بطور قرض حاصل کر کے نشر و اشاعت کا کام کیا جاتا ہے۔ لہذا آپ سے التماس ہے کہ ادارے کی کتب زیادہ سے زیادہ خرید کر ادارے کے ساتھ تعاون کریں۔

جمعیت کی اب تک شائع ہونے والی کتب:

- (1) دفاع اہل السنۃ والجماعۃ (2) ازالۃ الوساوس عن اثر ابن عباس (3) آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تھے (4) مسلک اعلیٰ حضرت (5) تذکیر شرح نحو میر (6) علامہ خادم حمین رضوی کی حقیقت (7) عمید غدیری کی حقیقت (8) مناظرہ علم غیب (9) پاگلوں کی کہانی

اہل السنۃ والجماعۃ کی عبارات پر تین سو (۳۰۰) سے زائد اعتراضات کے جوابات پر مشتمل پہلا مکمل انسائیکلو پیڈیا

پاک و ہند کے جید اکابر علمائے دیوبند کی تقاریر سے مزین

دفاع اہل السنۃ والجماعۃ

مؤلف

مناظر اہل سنت

حضرت مولانا ساجد خان نقشبندی حفظہ اللہ

تصحیح و نظر ثانی:

خطیب اہل السنۃ

حضرت مولانا عبد اللہ صاحب قاسمی حفظہ اللہ

باہتمام: مناظر اسلام غازی اسلام حضرت مفتی ندیم صاحب محمودی حفظہ اللہ

عنقریب شائع ہونے والی کتب

بانی بریلویت

جناب احمد رضا خان صاحب

حیات، خدمات، کارنامے

مولف

حضرت مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی زید مجدہ

اس کتاب میں جماعت بریلویہ کے بانی جناب مولانا احمد رضا خان بریلوی کا تفصیلی تعارف، ان کی علمی، سیاسی، مذہبی، دینی، تدریسی خدمات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے نیز ان کے مشہور شاگردوں کا تعارف و کارنامے بھی اس دلچسپ کتاب کا حصہ ہیں۔ اپنے موضوع پر ایک لاجواب کتاب ہے

دعوت اسلامی پر ایک نظر

مولف

حضرت مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی زید مجدہ

الیاس عطار قادری کی سربراہی میں تبلیغ دشمن تحریک دعوت اسلامی کا تفصیلی تعارف، سنت رسول ﷺ کو مٹانے اور بدعات کو فروغ دینے میں اس جماعت کی کوششیں۔ جماعت کے غلط عقائد و نظریات اور خود اس جماعت کی گمراہیاں اپنوں کی نظر میں۔ اپنی نوعیت کی پہلی منفرد کتاب